

کشف الغطاء

حضرت مولانا عبدالرحمن ابو الفضل مدظلہ مؤلف کتاب پڑا
دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اور جامعہ رشیدیہ سہیوال میں
حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب سے حدیث شریف پڑھ
چکے ہیں اس طرح وہ ایک واسطہ سے حضرت شیخ الہند مولانا
محمود حسن دیوبندی کے شاگرد رشید ہیں آپ کا اس پیرانہ سالی
میں یہ واقعہ تمبرہ انتہائی محقق ہے۔ عقیدت کی عینک اتار کر اگر
حقائق اور نتائج کی روشنی میں اس تمبرہ کو پڑھا جائے تو بہت
سارے حقائق منکشف ہو جاتے ہیں۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفَرْ
پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

کتاب فی التفسیر والحدیث والفقہ
حضرت مولانا عبدالرحمن مدظلہ

کشف الغطاء

مولانا ابوالفضل عبدالرحمن مدظلہ

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفَرْ

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے (ترجمہ شیخ الہند)

مکاتیب بانی تبلیغی جماعت پر ایک محقق عالم دین کا بصیرت افروز تبصرہ

حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب دامت برکاتہم کا تحقیقی مقالہ

کشف الغرض

مولانا ابی الفضل عبد الرحمن رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب میں مولانا محمد الیاس دہلوی کے خطوط سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ "جماعت" روز اول سے ہی گمراہی پر گامزن تھی اور مولانا موصوف اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ مجھے اس کام کیلئے امر ہوا ہے۔ اور پھر اس امر کی تکمیل کیلئے کامل مکمل دین مبین کا تپا پانچا کر کے محلا تمام دین کو معطل کر کے عقائد میں سے اول کلمہ، مہابت میں سے صرف لہاز، معاشرت میں سے اکرام مسلم اور تصوف میں سے حج بیت کو اپنی سکیم میں شامل کیں۔ اور اس کے رد عمل کے طور پر جماعت جہاد سے، دریں قرآن سے، سیاست سے، رقعہ ہی انجمی کاموں سے، علماء کرام کی تقریروں اور چلے چلوں سے اور اسرہ بالسرور، دینی من اسکر سے برگشتہ، پھر ہو کر امرت کا ایک مضبوط مغل فرقہ بن گئی ہے۔

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم
اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز
فوزا عظيما (۴۰، ۴۱، ۴۲) ان الذين يلحدون في اياتنا
لا يخلفون علينا افمن يلقى في النار خيرا من امانا يوم القيامة
اعملوا ما شئتم انه بما يعملون بصير (۴۰، ۴۱)

ترجمہ: جو لوگ میرے چلنے میں ہادی باتوں میں وہ ہم سے چپے ہوئے نہیں بھلا ایک
جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر ہے یا ایک جو آگے گا اس سے دن قیامت کے جاؤ جو چاہو
چیکو جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔

القرآن دستورنا و الرسول قدوتنا۔
قرآن ہمارا دستور ہے اور رسول ﷺ ہمارے رہبر ہیں۔

کشف الغطاء

اس کتاب کی بغیر رد بدل کے اشاعت کی عام اجازت ہے۔

کشف الغطاء

نام کتاب:

ابوالفضل عبدالرحمن فاضل دارالعلوم کراچی

مصنف:

رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مہری برطانیہ اگست ۲۰۱۱ء

اشاعت:

۱۰۰۰

تعداد:

روپے

قیمت:

ناشر

دارالعارف و رحمانیہ دارالکتب

3125 نذر رحمانیہ سہرہ جیم آباد کٹر 43 کورنگی نمبر 1/2 3 کراچی 74900

مرحب کی ہوئی ہوئی ہیں اور ان میں ان کے مصنفین کے ذوق و روحان کا اچھا خاصہ اظہار ہوتا ہے کم سے کم ترجمانی اور استنباط تمام مرتضیٰ نیک کی طرف سے ہوتا ہے اور اپنے ذوق و روحان سے بالکل آزاد اور مجرد ہو جانا نہایت مشکل بات ہے اسلامی کتب خانہ میں خطوط کے مجموعوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جو بڑی تاریخی اور علمی اہمیت رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي تفرد بالجلال والعظمة والعز
والكبرياء، والجمال، وخلق الانسان لعبادة، وانزل على عبده الكتاب، ولم يجعل له عوجاً، قيماً للتعذر، بأساً شديداً من لانه، ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصلوات، ان لهم اجرا حسناً، والصلوات والسلام على امام المتقين، وسيد المجاهدين، وعلى آله واصحابه، رفعوا لواء الدين، وعلى من تبعمهم من سلف هذه الامة، وخلقها ممن قاتل وجاهد، وابط وناقض في كل وقت حين

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں نے جیسا لکھا ہے "یہ خطوط ان کے دلی ہندبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اور ان کی دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح و میر کے مقابلہ میں زیادہ مستند و ریجہ جگہ جاتے ہیں" اس لئے بندہ نے مولانا محمد الیاس صاحب کی خود ساختہ تبلیغی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے پہلے حصہ انکشاف حقیقت میں موصوف کے خطوط سے جماعت کی حقیقت بیان کی اب اس حصہ میں مولانا موصوف کے خطوط سے انکی تحریک کی اصلیت اور شرعی صحت بیان کی

جائیں اور بندہ نے التزام کیا ہے کہ مولانا موصوف کا خط سباق و سباق کے ساتھ پورا ذکر کر دیا جائے تاکہ یہ شک و شکات نہ رہے کہ سباق و سباق کو چھوڑ کر مطلب انکال لیا ہے

(مکتوب) ہندوستان کے اسلامی دور نے اس کتب خانہ کو بڑے بڑے پیش قیامت علمے پیش کئے ہیں ان تحائف میں دو مجموعے خاص طور پر ممتاز ہیں اور اس موضوع کی کتابوں میں ان کا مقام بہت بلند ہے ایک حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مہیری رحمت اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ موسوم ہے "مکتوبات سرمدی" دوسرے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمت اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جو معارف و دقائق کا بڑا ذخیرہ ہے

"مولانا محمد الیاس" کی سوانح مرحب کرنے کا خیال ہوا تو ان کے خطوط و مکاتیب کی تلاش ہوئی جو ان کے جذبات و اثرات اور ان کی دعوت اور دینی جدوجہد کے اعلیٰ محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستند اور قابلِ موقر ذریعہ ہے اس سلسلہ میں خطوط کا ایک اچھا خاصہ مجموعہ دستیاب ہوا۔ خود خاکسار راقم الحروف کو مولانا نے بڑے مسلسل طویل اور بڑے زور اور بڑے اثر و اثر کھٹے تھے جن میں سے بعض بعض مختصر رسائل کے برابر تھے، ان میں کی مدد سے اور ان کے اقتباسات سے خاکسار نے رسالہ "ایک اہم دینی رجحان" مرتب کیا تھا جو مولانا نے حرف بحرف ساتھ ساتھ یہ معلوم کر کے راقم الحروف کو مولانا کے خطوط کی ضرورت ہے بعض دوسرے احباب نے اپنے اپنے نام کے خطوط ضائع فرمادئے تھے جن میں سے سب سے زیادہ قیمتی ذخیرہ وہ ہے جو میاں کی بیٹی صاحب کے نام ہے، میرے برادر محترم مولوی سکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب نے ان سب خطوط کو ایک مجموعہ میں جمع کر دیا یا جمع ہونے کے۔

دین کا کام کرنے لگو۔

جائے۔ مساجد پر قبضہ اور مدرسہ کی تعمیر سے انکا یہ مقصد پورا ہو جائے کہ کئی برس سے حق کی آواز شامے اور اکوٹھ نام مال ملتا رہے۔

دوسری بات پر ذرا غور کریں مولانا محمد منظور کو فرماتے ہیں ”تم آجاؤ اور دین کا کام کرنے لگو“ کیا مولانا محمد منظور صاحب مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب اور ابو الحسن علی میاں ندوی دین کا کام نہیں کرتے تھے اور اسی طرح دوسرے اہل علم جو مولانا موصوف کی محضرہ مجتہدہ جماعت میں شامل نہیں تھے وہ موصوف کے نزدیک دین کا کام نہیں کرتے تھے۔ آج علماء کرام کو شک و شبہ ہے کہ تبلیغی کارکن مدرسہ اور خانقاہ اور مدرسہ قرین دماغین کے کام کو دین کا کام نہیں سمجھتے جن مدارس میں فضائل اعمال پڑھی جاتی ہے وہاں یہ بسترہ بند جماعت کے افراد کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ فلاں مدرسہ میں بھی دین کا کام ہونے لگا ہے۔ یہ قصور ان اُن پڑھ مفلوں کا نہیں بلکہ یہ ذہن سازی مولانا محمد الیاس کی اختراع ہے وہ اس خود ساختہ کام کو دین کا کام سمجھتے تھے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں اسلامی حقوق کی آفات کی وجہ سے۔

”میں جناب محمد مصطفیٰ کی روح پاک کو اپنی اس تسکیم کے زندہ ہونے بلجیر ہے جس میں پارہ ہوں۔ اور اس دقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دنیا کی اسلامی حقوق کی بلاد اور آفات کا دینہ کھلے کھلے آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں مختصر نظر آ رہا ہے اور کچھ اللہ جل جلالہ کو الہ کی طرف سے اس کی نصرت اور تائید کی کئی آیات نظر آ رہی ہیں اور امیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبز یوں سے شاداب ہیں۔ میں اس امر مبادرت و مسابقت کرنے والوں کیلئے خوش نصیبی اور سعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں لیکن کھلی رغبت کے ساتھ مبادرت و مسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں

”ان کے خطوط و مکاتیب کی تلاش ہوئی جو ان کے جذبات و مشاغل اور ان کی دعوت اور دینی جدوجہد کے اندرونی محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستحضر اور قائل و موثق ذریعہ ہے“ مولانا موصوف کو اور انکی مبتدعہ جماعت کو لوگوں کے سمجھنے میں اور خاص طور پر علماء کرام کو اس کے متعلق جو مغالطہ پراس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مکتوبات مکتوبات اور جماعت کے متعلق تحریری مواد نہیں تھا یہ تمام مکتوبات مولانا موصوف کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی۔ اور اس لئے اس دور کے اکابرین میں سے تو کوئی، نہ جماعت میں شامل وہ نہ کسی نے تائید کی بلکہ بھانے کی کوشش کی خود مولانا محمد الیاس کو آخری دم تک یہ شک و شبہ رہی کہ عالم حصہ نہیں لیتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا محمد منظور سے فرمایا ”کہ نہیں ہے اس تم ہی لوگوں کا بیڑا لا ہوا ہوں تمہارا ہی ستیا ہوا ہوں تم آجاؤ دین کا کام کرنے لگو، انا، اللہ اچھا ہو جاؤ گا“ قصہ مختصر مولانا نے میرے ہاتھ اس وقت چھوڑے جب میں نے دودھ کر لیا ”مکتوبات صفحہ ۱۔ اس مکتوب سے تین امور بالکل واضح ہو جاتے ہیں کہ علماء کرام کی عدم شرکت کو اپنی بنیادی سبب سمجھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ یہ عدم شرکت مولانا محمد یوسف اور مولانا انعام الحسن کے ابتدائی دور تک باقی رہی۔ البتہ چند دس صدی کے شروع میں دینی مدارس کی کثرت اور علماء کرام کی کثرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سادہ لوح اور کم فہم نئے فارغ شدہ اور کچھ بے روزگار علماء کرام کو تحریک تحریکوں اور کچھ مالی فوائد کا لالچ دیکھا رہے چال میں چھانسنے میں ضرر کا مایاب ہو گئے ہیں اور اس تحریکی جماعت نے ٹیک چال اور چلی کہ جہاں موقع ملا اہل حق کی مساجد پر قبضہ کرنا شروع کر دیا اور کچھ مدرسے بھی بنائے تاکہ دام میں گرفتار علماء کرام کو ”کام“ پر لگا دیا

مکراہی کا اکابر کا علم نہ ہو سکا۔

ایسے مکراہ کن نظریات کا آپ کی زندگی میں اکابر کو علم نہ ہو سکا ورنہ علماء حق اسی وقت اپنی برات کا اعلان کر دیتے۔ اس محکوب سے مولانا موصوف کی یہ گمراہی تو بالکل واضح ہو گئی کہ موصوف اپنی تحریک کے سوا کسی دینی شے کی، مدارس کی اور کسی دینی ادارہ کی بالکل اہمیت نہیں۔ آپ مولانا موصوف کی جہالت کا اندازہ لگا دیں کہ جس قدر دُشمن سے لکھے ہیں "اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دُفینہ مجھے کبھی آنکھوں سے اٹھایا اس تحریک کی تازگی میں غصہ نظر آ رہا ہے" ایسی مکراہ کن بات کون لکھ سکتا ہے، دینی شخص لکھ سکتا ہے جس کو قرآن وحدیث اور اسلامی احکام کا علم نہ ہو اپنے بارے میں خواب و کشف کے خیال میں مدھوش ہو ورنہ مدھوش دوحاس میں انسان ایسی بات نہیں کر سکتا ہے اپنے حلق ایک مکراہ کن دینی ملاحظہ فرمائیے "یہ کام اس زمانے کے لئے محض لُوح ہے جو اس میں آگیا وہ محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو اس سے جدا رہا اس کی حفاظت کی کوئی شے نہیں" (تبیلی کا مقامی کام صفحہ ۳۹، ۴۰۔ ناشر مکتبہ دینیات دہلی)

اس نظریے کے حلق علماء کرام علم ہی نہ ہو سکا کیونکہ علماء کرام کا مولانا محمد الیاس کی اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں تھا مولانا موصوف اس قسم کی جہالت کی باتیں اپنے آن پڑھ سیدائیں سے کرتے اور اس تحریک کا کام لڑائی کلامی ہوتا تھا نشر و اشاعت کا کوئی انتظام نہیں تھا اور جب یہ جاہلانہ باتیں علماء کرام کے علم میں آئیں تو علماء کرام نے مولانا موصوف کے حلق حسن ظن رکھتے ہوئے یہ خیال کیا کہ یہ باتیں ذمہ داروں نے اختراع

کی ہیں جیسے کہ میرے مرشد شیخ استاذی کرم محترم حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب اعلیٰ اللہ عمر فرماتے ہیں "لیکن بڑے انوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو لوگ دعوت و تبلیغ کے کام میں جڑے ہوئے ہیں انکا کتنے نظریے ہیں کہ جہاد والے خانقاہوں والے مدرسوں والے مذہبی و سیاسی جماعتوں والے سب فضول ہیں انہوں نے دین کو بہت نقصان پہنچایا ہے کشتی نوح؟۔"

ان کے بعض ذمہ دار تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ جو دعوت و تبلیغ کا کام حضرت لُوح کی کشتی ہے اس میں حضرت لُوح کے ساتھ اہل ایمان داخل ہو گئے وہ محفوظ رہے اور جو لوگ حضرت لُوح کی کشتی میں سوار نہ ہو سکے وہ سب فرق اور برادہ ہو گئے" یہ باتیں ذمہ دار لوگ کرتے ہیں پھر چھوٹے ان کی نقل کرتے ہیں یہ کس قدر جہالت کی بات ہے۔ کئی لوگ جو بائیس کے گز دور ہوتے ہیں وہ اشاروں سے آگے صریح الفاظ میں بھی دوسروں پر تنقید کرتے ہیں یہ حال کس کا ہے؟ یہ عامل دعوت و تبلیغ والوں کا ہے جو نہ مدارس کو اہمیت دیتے نہ کوتاہی اور نہ جہاد و قتال کے دھما اور نہ مجاہدین کو اہمیت دیتے ہیں اور وہ نہ ہی سیاسی مذہبی جماعتوں کی ضرورت تسلیم کرنے کیلئے تیار بلکہ ان کا طرز عمل سب کی جڑیں کاٹنے پہ دلالت کرتا ہے "بقوالہ بصیرت افراد کارگر نمایاں۔ مولف حاجی حاکم علی۔ بحوالہ صدائے وقار اپریل ۲۰۰۶ صفحہ ۵۵۔)

سیدی حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مذکرہ اعلیٰ نے یہ ظاہر کیا ہے یہ جاہلانہ باتیں ذمہ دار لوگ کرتے ہیں حضرت اقدس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ مکراہ کن اور جاہلانہ باتیں مولانا محمد الیاس اپنی جماعت کرتے تھے اسی عدم علم کی وجہ سے علماء کرام نے

کشف غلط

نظم تھا۔

مولانا محمد الیاس کی گمراہی کا سبب۔

مولانا محمد الیاس کی گمراہی کا سبب یہ تھا کہ ”وہ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتا تھا“
 خرابوں اور کشتوں پر ایمان اور یقین رکھنے والے شخص نے قرآن کریم کے اہل احکامات کو ہلا دیا اور اپنی کم ہمتی اور جرات دشمنی کے فہم کی وجہ سے کامل دین پر عمل کرنے اور کامل دین کی دعوت دینے بجائے دین متین کا تیاپا نچا کر کے لٹکڑے لو لے دین کی دعوت شروع کی جس کی کل دست چھ باقی ہیں مولانا محمد الیاس صاحب اپنی کم علم اور ناقص فہم کی بنا پر یہ نہ سمجھ سکے کہ بحیل دین کے بعد اس میں ترمیم و تنسیخ ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

يا ايها الذين آمنوا ادخلوا في السلم كافة ولا تتبعوا عخطوات الشيطان انه لكم عدو مبين (۲۰۸، ۴)

ترجمہ اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے اور مت چلو قندموں پر شیطان کے پیچھے دو تمہارا سرخ دشمن ہے ۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا شیخ ابراہیم محمد حسنؒ لکھتے ہیں: پہلی آیت مومن ظہم کی مدد فرمائی تھی جس سے نفاق کا ابطال منظور تھا اب فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کر لو یا کوئی عمل کرنے لگو سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی

واضح طور پر اس گمراہ جماعت کی تردید نہیں کی گئی علماء کرام کا شیوہ ہے اگر ان کا بر علماء کرام کے علم میں مولانا محمد الیاس کے یہ خیالات آتے تو وہ حضرات یقیناً اپنی برات کا نظارہ اور جماعت کی ملامت کا اعلان کرتے موجودہ دور کے انکار پر یہ مطالبہ اور تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے ابھی تک مولانا محمد الیاس صاحب کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں جماعت میں خرابیاں بعد میں پیدا ہوئی ہیں

(مکتوب) بعد معلوم ہوا کہ نہ صرف دعوت کے اصول و آداب اور اس کی روح و ضوابط کے لحاظ سے بلکہ اپنے بلند مضامین اور دینی حقائق کے لحاظ سے بھی یہ ایک گمراہ فرقہ فخر ہے ان غلطو سے مولانا نے یقین و اطمینان و اہم و اہم ایمانی حیثیت اسلامی دین کی نگہ بندی کی ہے یعنی وہ بھی متعلق اللہ دین کے فہم صحیح، متعصب شریعت اور روح دین کی معرفت کا صحیح اعتراف ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان غلطو کا لکھنے والا اپنے وقت کا عارف تھا۔ ”تورود دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتا تھا“۔ بعض احباب اور برکوں نے اس مجموعہ کے اشاعت کی تحریک کی ان کی رائے میں ”اس سے اس سلسلہ کی تکمیل ہوتی ہے جو سوانح

اور ملفوظات سے شروع ہوا ہے بلکہ یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ چھٹی اور قابل اہم و اہم چیز ہے کیونکہ یہ براہ راست مولانا کے الفاظ اور تقریرات ہیں اور ان مضامین اور صاحب مضامین کے درمیان کوئی واسطہ اور حجاب نہیں“۔ خاکسار کو ان غلطو کی اشاعت میں بڑا تردد تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ مجموعہ کئی برس کی تاخیر کے بعد شائع ہو رہا ہے بڑے تردد کی چیز تو یہ تھی کہ اس مجموعہ کا سب سے بڑا حصہ اس نازل کے نام سے یہ غلطو اس دور میں لکھے گئے ہیں مولانا پر دعوت طرغ واضح اور متعصب ہو گئی تھی اور اس کا طبیعت پر سخت

عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بدوں حکم شریعت کو اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید گاہ میں عید کے دن نوافل کا پڑھنا یا ہزار روزہ رکھنا بدعت ہوگا۔ خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو۔ تفسیر مثالی صفحہ ۴۸

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اس آیت کے ضمن میں اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے سے معلوم ہوا کہ بدعت پر کسی وجہ ہدایت و مذمت و رد و انکار فرمایا گیا ہے اور مدح میں اس سے زیادہ صاف الفاظ میں سخت سخت وعید آئی ہیں اور واقع میں اگر غور سے کام لیا جائے تو بدعت ایسی ہی مذموم چیز ہوتا چاہے کیونکہ خلاف حقیقت بدعت کا غیر شریعت کو شریعت مانا ہے اور شریعت کا من اللہ ہونا ضرور اور لازم ہے تو یہ شخص ایسے امر کو جو من اللہ نہیں ہے اپنے اعتقاد میں من اللہ مانا ہے اور دعویٰ سے من اللہ مانا ہے جس کا حاصل اور مرجع افتخار اللہ اور ایک کوٹا او عام نبوت ہے سو اس عقیم و قسٹ ہونے میں کیا شبہ ہے یہ تو شاعت ہے اس کی حقیقت کے اعتبار سے اور آحاد کے اعتبار سے ایک بڑی شاعت اس میں کیا ہے کہ اس سے تو بہ کتر نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب وہ اس کو مستحسن سمجھ رہا ہے تو بہ کیوں کر سے گا جہالت اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جمل سے نجات بخش دے گا کہ اس کی تفسیر وہ اعتساف مبدل ہا تھکان (کسی کو قلعہ سمجھنا) ہو جاوے تو اور بات ہے اور پھر تو یہ سب ہے افسوس اس بلا سے بدعت میں بکثرت جتلاء ہیں بہت سے ان میں عابد زلمہ تارک دنیا بھی ہیں مگر برکات ملت سے محروم ہیں (جیسے مولانا محمد الیاس اور ان کی جماعت بدعت یہ میں جتلاء ہو گئی ہے

۔ مولف)

اسلام کو صرف عبادت تک محصور کر دیتے۔

معارف القرآن میں اس آیت کے ضمن میں استاذی کرم حضرت مفتی شفیع صاحب ایک عجیبہ بحث لکھتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے جنہوں نے اسلام کو صرف مسجد اور عبادت کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے معاملات اور معاشرت کا کام کو کو یا دین کا جز ہی نہیں سمجھتے اصطلاحی دیداروں میں یہ فطرت عام ہے حقوق و معاملات اور خصوصاً حقوق معاشرت سے بالکل بیگانہ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کو وہ اسلام کے احکام ہی یقیناً نہیں کرتے نہ ان کے معلوم کرنے یا سمجھنے کا اہتمام کرتے ہیں نہ ان پر عمل کرنے کا نفع و فائدہ کم از کم مختصر رسالہ آداب معاشرت حضرت سیدی حکیم الامت کا ہر مسلمان مرد و عورت کو ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ (معارف القرآن جلد اول صفحہ ۴۹۹)

بدعت کی پہچان:-

بدعت ایک عجیبہ و مسئلہ بن گیا ہے بدعت کی تعریف تو ہر عالم جانتا ہے لیکن اسکا اطلاق اور منطقی کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے ہر فرقہ بدعت کی مذمت کرتا ہے ہر فرقہ سر سے پاؤں تک بدعات میں دھنسا ہوا ہے اور بدعت کی دلدل میں غرق ہے وہ بھی بدعات کی مذمت کرتا ہے، رائیاں بیان کرتا ہے لیکن اپنی بدعات کو حنات شمار کرتا ہے مثلاً بندہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق خیر الدین والے سے ایک بار کہا کہ آپ کا مدرسہ آجکل بدعات میں بہت طوط ہے تو حضرت نے فرمایا کیا ہمیں بدعت کی تعریف نہیں آتی؟ بندہ نے کہا تعریف تو یقیناً آتی ہے لیکن اسکا اطلاق نہیں آتا مثلاً رائجہ و والی

بہتر بند جماعت کی آپ جماعت کرتے ہیں، جو بدعتی جماعت ہے اور دین کی (بقول سیدی مرشدی مولانا سلیم اللہ خان صاحب) جڑیں کاٹ رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو معلوم نہیں یہ جماعت بدعت میں جہلاء ہے۔ بدعت کی انجی پہچان کے لئے ”مراہمین قلادہ“ حضرت مولانا غلیل احمد صاحب سہارنپوری کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے متعلق حضرت اقدس مولانا رشید احمد گلشنپوری نور اللہ ضریح فرماتے ہیں ”مذکر کوئی شخص براہین کو اول سے آخر تک بندہ دیکھے تو اب بدعت میں اسکو کوئی شبہ نہ ہو کیونکہ اس کے مولف نے اس باب میں سنی شیخ کی ہے جزاء اللہ عیبراً“ تذکرہ الرشید جلد اول

صفحہ ۱۳۵

دوسری کتاب بدعت کی حقیقت معلوم کرنے کے سلسلہ میں حضرت علامہ محمد اسماعیل شہید پٹی کتاب ”ایضاح الحق البصریح“ بڑی عمدہ کتاب ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ ”بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام“ (شائع کردہ قدیمی کتب خانہ) بھی بازار میں دستیاب ہے بدعت کی حقیقت نہ معلوم ہونے کا نتیجہ ہے کہ ایک دیوبند کا قاری غم شدہ عالم بدعت کا موجد نہ گیا اور ایک بدعتی جماعت تکفیل و حکامت کو ایک ختمہ میں جہلاء کر دیا اور اب یہ جماعت ایک مستقل فرقہ بن گئی امت مسلمہ کا ایک مضبوط محفل ہے امت کے دکھ و دردیں شریک نہیں کسی فلاحی اصلاحی کام کی روادار نہیں اب تو اس جماعت کا ایک ہی مقصد معلوم ہوتا ہے جس پر بڑی تدبیر سے کا حزن ہے وہ یہ کہ باطل کے خلاف مزاحمت کا جذبہ ختم کرنا۔ امیر المومنین نبی من ہاشم سے اہتباب قرآن کریم کی تعلیم سے اعراض تاکہ کسی جگہ سے حق کی صدا بلند نہ ہو اور سب لوگوں کو چلوں کے چکر میں ڈال کر گھوما تے رہیں۔

اہل علم کوئی صاحب نہیں تھا۔

”یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قیمتی اور قابل اعتناء چیز ہے کیونکہ یہ براہ راست مولانا محمد الیاس کے الفاظ اور تقریرات ہیں اور ان مضامین اور صاحب مضامین کے درمیان قیام اور کوئی واسطہ نہیں۔“ یہ خطوط اس دور میں لکھے گئے تھے کہ مولانا نے دعوت پوری طرح واضح اور شمع ہو گئی تھی اور اس کا طبعیت پر سخت غلبہ تھا اس وقت اہل علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا اور نہ مولانا کو کوئی ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پوری بات تفصیل سے کہہ سکیں۔“

مولف مکاتیب حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمت اللہ کی حضرت مولانا محمد الیاس کے پاس آمد وقت مولانا الیاس کی وقت سے تین چار سال قبل شروع ہوئی تھی اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا علی میاں ندوی لکھتے ہیں اس وقت اہل علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا اور یہ حالت مولانا محمد الیاس اور مولانا محمد یوسف کی وقت تک برقرار رہی اہل علم کے حوجہ نہ ہونے کی متعدد وجوہات تھیں لیکن سب سے اہم اور بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ طریق کار اسلاف اور اکابر علماء کرام دین بند کے خلاف تھا۔ جس کا ذکر مولانا شیخ اللہ رحمۃ اللہ سے مولانا ذکر کرنے (بخارہ حضرت مولانا تاج الحق الحقی مرثی جو حضرت اقدس مولانا رشید احمد گلشنپوری کے خلیفہ اور مفسر قرآن تھے) کیا ہے۔ دوسری وجہ مولانا محمد الیاس دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتے تھے جبکہ علماء کرام جمیل دین چمکین دین اور تدوین دین کے بعد کسی نئے طریق کو بدعت سمجھتے تھے فتنہ نبوت اور انقلاب وحی کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہوتا اس لئے علماء کرام اس گمراہی میں شامل نہیں ہوئے بلکہ مولانا محمد الیاس کو

سمجھانے کی بڑی کوشش کیں جس کا تحریری ثبوت اور گھر کی شہادت مولانا شیخ الحدیث
ذکر کیا کی کتاب "جماعت تبلیغ پر اعتراضات کا جوابات" موجود ہے مولانا ذکر کیا صاحب
نے ہزاروں خطوط کا ذکر کیا ہے ظاہر ہی بات ہے اس دور کے اعلیٰ علم نے ایک ناجائز کام
کو رد کرنے کی کوشش کی ورنہ ہائز اور ضروری امور کو کون منع کرتا ہے
دل کا راز۔

قارئین کرام اور خاص طور پر علماء کرام اس جملہ پر غور کیجئے "اور نہ مولانا کو کوئی
ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پہلی بات تفصیل سے کہہ سکیں" "وین تین ایک
واضح حقیقت ہے قرآن کریم ایک مفضل اور مکمل کتاب ہے اس میں راز کی بات نہیں جو
مولانا محمد الیاس کو سمجھ میں آگئی ہو اور دوسرے علماء کرام نہ سمجھ سکیں اسی وجہ سے تبلیغ کے
مفضل احکام قرآن و احادیث میں موجود ہیں مگر مولانا محمد الیاس کے دل کی کوئی بات
حق ہی وہ کوئی راز، بھید تھا جو اپنے کارکنوں اور احباب سے بیان نہیں کر سکتے تھے چہ
تو جہان علماء کرام بھی مولانا کے پروگرام میں شامل ہو چکے تھے مثلاً مولانا احتشام الحسن
مولانا ظفر امجد دہلوی مولانا محمد منظور نعمانی یہ حضرات صاحب علم تھے ان سے اپنے دل کی
بات کیوں نہیں کہہ سکتے تھے میرے خیال میں مولانا کو ایسے فروغ کی ضرورت تھی جو
رازداری سے امت مسلمہ کے افراد سے جذبہ جہاد ختم کر سکے آخر کار مولانا اس مقصد میں
کامیاب ہو گئے اور چند نام نہاد عالم بلور آکر کاربیر آگئے مولوی عبید اللہ بلالوی، مولوی
سید احمد خاں، وغیرہ ان اشخاص نے مولانا محمد الیاس کے مشن کو رازداری سے آگے
بڑھایا۔ اور مولانا محمد یوسف صاحب جن کو اپنے والد ماجد محمد الیاس کی تحریک سے برائے
نام بھی تعلق نہیں تھا امیر جماعت بننے کے بعد جذبہ جہاد ختم کرنے میں قدم بقدیم شریک

ہو گئے سوانح پبلی مشفہ ۲۹۹۰۳۰ پر اسکا ثبوت موجود ہے بندہ "انکشاف حقیقت" میں
تفصیل سے لکھ چکا ہے

(مکتوب) بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام ابی الحسن علی

(۱)

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ، نامہ نامی طبیعت پر متقاضی ہوا کہ وہ مسرت کی
طرف رخ کرے اور خوشی کا حصہ لیجئے اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا
مٹنا ہونا اس مسرت کو بھرے نہیں دیتا (۱)۔

"مولانا کھڑکرم اکلی اندرونی متقاضی ہے کہ میں کچھ لکھوں، اور اپنی، چچہ دہلوی
اور اپنی پرائیڈ زبانی، کدورت، خاطر اقدس کے ڈر سے کسی مضمون کے آغاز سے مانع
ہے، اگر کوئی مضمون تحریر میں آجائے اور جناب کی موزونیت طبع اس میں بہترین معنی نہ
ڈال سکے تو اس کی عیب پوشی فرمادیا۔

(۱) خاکسار مکتوب الیہ (ابی الحسن علی) نے اپنے عریف میں لکھنے کے جوار میں تبلیغی کام کے
آغاز کی اطلاع دی تھی اور استقامت و عزیمت کی کمی کی بھی ساتھ ساتھ شکایت کی تھی
طور بالا میں انہیں دونوں چیزوں کی طرف اشارہ ہے
ابر بالعروق کی تارک نہ۔

مکتوب بنام ابی الحسن علی صاحب اس غویل خط میں مندرجہ ذیل نکات قابل
توجہ اور لائق غور ہیں۔ "لیکن اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا خفا ہونا اس
مسرت کو بھرنے نہیں دیتا"۔ مولانا مصوف نے خود عزیمت کا طریق ترک کر کے

رضعتوں پر عمل جدا ہوئے جب خود صاحب عزیت نہ ہو اور اس سے عزیت امید رکھنا ایک عیبت مل ہے ترک عزیت کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے نہ من رای منکم منکر اذ فقیہرہ بیدہ فان لم يستطع فليستهان فان لم يستطع فليقلبه وذلك اضعف الايمان او كما قال الصحيح المسلم

کتاب الایمان جامع تفریدی جلد ۱: ۲۸۶

اس جماعت کا وضع کردہ اساسی بنیادی اصول یہ ہے کہ منکرات سے تعارض نہ کیا جائے جو عزیت کے عین معنی ہوتی ہے نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جماعت کے چہ نمبروں میں شامل نہیں اور اس کے متعلق بظاہر تفصیل موجود ہے مولانا الغام احسنؒ کہتے ہیں کہ ہم ضامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور نہ ہم اس کے منکف ہیں۔ (باہتمام البھواریہ حضرت جی نمبر) جو جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تارک ہو وہ تبلیغی جماعت اور خیر امت کیسے ہو سکتی ہے قرآن حکیم میں امت کی امتیازی شان ظاہر ہو گئی۔ کستم غیر اممہ اخرجت للامم تاعرون بالمعروف و تہودن عن المنکر و نومون و باللہ

ترجمہ: تم ہو بہتر امت امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں۔ حکم کرتے ہو ایسے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

اس جماعت کے عام کارکنوں کا تو ذکر ہی کیا اس جماعت میں شامل علماء کرام بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مفہوم اور مطلب سے واقف ہیں یا دراستہ طور پر غلط مطلب بیان کرتے ہیں اور اس جماعت کے کام کو اس آیت کا صدقہ بتلاتے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب دہلوی کہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہتر طریقہ اخلاق

اور محبت کے ساتھ سب کو رکن بنا دینا ہے اخلاق کا بے اختیار ہونا ہے (سوانح مولانا محمد عمر پان پوری صفحہ ۱۹) منکرات کے حصول خود بانی جماعت مولانا محمد الیاسؒ کا باطل نظریہ صریحاً انصوح کے خلاف ہے۔ ابوحنبلؒ علی مدنیؒ لکھتے ہیں "مولانا کے نزدیک صحیح طریقہ یہ تھا کہ ان منکرات سے بے حالات موجود براہ راست تعرض نہ کیا جائے بلکہ ایمانی شعور اور دینی احساس بیدار کیا جائے اور معروفات کی تحشیر و تردیع کی جائے مولانا (محمد الیاسؒ) مقامی و جزئی اصلاح کی حاکم نہ تھے وہ فرماتے تھے کہ دور سے فضا بدلنے ہوئے اور معروفات پہنچاتے ہوئے آؤ یہ منکرات آپ اپنی جگہ پر بغیر کسی جھڑپ کے منکف ہو جائیں گے۔ معروفات کو جتنا فروغ ہوگا منکرات کو زوال (دینی دعوت صفحہ ۲۵)

مولانا موصوف کا یہ خیال منکف اور نقض کے خلاف ہے مولانا محمد الیاس کے خیال کی بنیاد پر تبلیغی مقررین ایک بڑی بڑی فریب مخالف انگیز مثال بنیں کرتے رہتے ہیں کہ تارکینہ اندھیرا کے خلاف ڈھڑا بٹکنا اندھیرے کے پیچھے پڑنے سے اندھیرہ ختم نہیں ہوگا، بلکہ ایک موم بنی یا چراغ جلاؤ اندھیرہ خود بخود بھاگ جائیگا بڑی نظر میں مثال ٹھیک نظر آتی ہے لیکن ان منکف کے اندھوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ مثال وہاں درست ہے جہاں چراغ کے بجھانے سے حفاظت موجود ہو گیا جہاں اندھی کے بھٹو چل رہے ہوں تارکی اور ظلمات کا طوفان برپا ہو وہاں ایک موم بنی اور چراغ کیا کریگا۔ برے اور گندے معاشرے میں نیکی پھل پھول نہیں سکتی ہے صاف سترے مکان میں خوشبو کا ایک قطرہ ماحول کو معطر کر دیا اس کے برعکس گندمی کے ڈھیر پر ایک بوجل معطر کی چڑکنے سے بھی کچھ فرق نہ پڑے گا بلکہ عطر ضائع ہو گیا یہی مثال نیکیوں کی ہے ابھی خوراک تندہ درست جسم

کیلئے سفید ہے۔ بیمار جسم جیسا معدہ خراب ہوا بھی غذا ضائع بلکہ نقصان دہ ہو سکتی ہے یہ ایک ایسا واقعی اور بدیہی امر ہے سو تبلیغی اہل حقوں کے ہر سوجھ بوجھ والا انسان اس بات کو تسلیم کرے گا اور اسلام کا تو حزان ہی یہی ہے اسلام کا تو کلمہ ہی باطل اللہ کی نئی مقدم ہے۔

(مکتوب) حسن مسٹر مسلمناسترہ اللہ یوم القیامہ من رابی عودہ
فسترہا کان کمن احیاء مولیٰ دة کمالی اسی داود۔

حضرت مولانا لاکھڑی آدی کو اپنے وجود میں جو نسبت حق تعالیٰ کے وجود سے ہے، خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں ہو، یا دیگر غیبات میں ہو ظاہر ہے کہ اس کے یہاں کے مقابلہ میں جو کچھ اس کے پاس ہو جائے کچھ بھی نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو کچھ اس کو عطا ہوا ہے اور بھی با اختیار اس کی اپنی اصلی حالت کے جو کہ مٹی ہے وہی صنف اور گندگی اللہ کے قبضہ اور طہارت کے مقابلہ میں ہر وقت باقی ہے اور تحقیق کے بہت ہی کچھ اور بہت زیادہ ہے سو اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کی ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پاسکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تقریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پر حاد نہیں کر سکتی انسان کی بھڑکی و نا کامیابی وغیرہ و خسران کا باعث ان دونوں حالتوں کی مناسبات کی عدم رعایت ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ کے خزانہ میں دہش کی جتنی مقدار ہے اس کے مناسب مزید طلب اور اس کے مناسب جھنجھ کرنا، بلکہ جو کچھ اس کو مل چکا ہے اس پر ہی طرح بس کرتا ہے، جیسے خدا کے خزانے میں اور کچھ نہ رہا، اور کبھی اس کے کوشش اب تک دے ہوئے کے شکر سے خالی ہوتی ہے اور جو چیزیں اس کو حاصل نہیں ہیں ان کی حرص، بلا اختلاف و غیبات مابقیہ کے

”سو اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کی ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پاسکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تقریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پر حاد نہیں کر سکتی“
مولانا محمد الیاس کا اپنے حضرت علیؓ کو جہاد پر دعا۔

مولانا موصوف نے اپنے طریقہ کو اصلی جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا اور جہاد حق کے فضاہل جان کر کے عوام کو گمراہ کیا جو بعد ازاں ترک جہاد اور مخالفت جہاد جماعت کا طعنی (بتیہار) (ماٹو) بن گیا۔ سب گمراہی اور راہست سے ہٹنے کی جڑ بھی ہے کہ نقطہ جہاد کے معنی میں موم پیدا کر کے اپنے خود ساختہ طریق کار کو اصلی جہاد قرار دیکر وہ تمام فضاہل جو جہاد بانیؓ اور قتال فی سبیل اللہ کے متعلق قرآن و احادیث میں ذکر کر کے گئے ہیں انکا مصداق اس بے روح محل اور اعتقاد طریقہ کو سمجھ لیا گیا ہے ان فضاہل کا اطلاق اس جماعت پر کیے ہو سکتا ہے جس کے متعلق جائز اور ناجائز ہونے پر اشکال ہو بدعت اور بدعت نہ ہونے پر کلام ہو بھلا اس پر مضمون جہاد و قتال کے فضاہل کے اطلاق کیسے ممکن ہے؟ عقیدت، عدم تحقیق، شخص اور ملامت سے نسبت اور تحقیق کی بنا پر ایک بدعت اور اعتقاد طریقہ کو تبلیغ تسلیم کر لیا گیا اور اس بصورت اور فریب کی طرف توجہ مبذول نہیں کی جو صبح و شام مسجد میں اور گھر پر پڑھتے ہیں۔

یہ دین پر عمل کرنا نہیں۔

دین کی چند جزئیات پر عمل کرنا اور انہی کا پرچار کرنا اور کھوکھل عمل دین، نبیوں اور صحابہؓ والا کام است کی تمام خرابیوں کا علاج حضور اکرم ﷺ کے درہ کام ہم تمام

(مکتوب) شکر سے مانع ہوتی ہے حاصل شدہ کی شکایت رہ جاتی ہے حق تعالیٰ کے یہاں شکایت بغیر حق سے اور طلب محمود بہر حال میری معافی میں تھی کہ یہ تبلیغ جو کچھ بھی آپ فرما رہے ہیں اس کے لئے کچھ ارکان اور کچھ شرائط ہیں جس قدر حق کی رعایت صحیح ہوں گی (جس کے اہم وہی دو چیز ہیں جو پہلے عرض کر چکا) الا یعنی اپنے وجود اور اللہ تعالیٰ کے حلالیا کی مجبوری رعایت اور مراقبہ) تو اس میں اس قدر خدا کی حمد اُن کا لاشائیکہیں گئے کہ میں ان کا کیا ذکر کیا جائے "جواب تک میرے ذہن میں وہی بات تھی کہ کا باعث ہے وہ ایک ظاہر کے مطلق ہے اور ایک باطن کے مطلق ہے۔ ظاہر کے مطلق ہے کہ جہاں میں عبادت کی باتوں کے مطلق نکلتا چھوڑ دیا حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی۔ حضور کریم ﷺ خود پھر کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا وہ بھی بخیرانہ پکارا کرتا تھا کہ سدا منہ میں مسلمان کی تعداد اور افراد کے درجہ میں تھی تو ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فریت و شخصیت کے منفرد اور سروں پر عرض حق میں کوشش کرتا رہا۔ عینہ میں جہتہ اندھانہ زعم کی تھی وہاں کچھ حق آپ نے ہر چار طرف جہاں میں روانہ ہوئی شریعت کو روکی، دھواں کا چھوٹ جانا، جسم مذہب کا چلا جانا ہے۔

الکھتہ حق ان علیہ الباطل :-

ایسے ہی موقعہ پر کہا جاتا ہے انسان کی عجیب حالت ہے کہ جب کسی سے عقیدت کا تعلق ہو جائے تو اس کی باطنی غلط بات اور باطنی نظریہ پر بھی غور و غور نہیں کرتا جاتا ہے بلکہ سوچ و دیکھ کر اس کو قبول کر لیا جاتا ہے اور جب ایک غلط رسم بدعت جاری ہو جائے تو پھر عوام کی علماء کرام بھی تو جہنمیں فرماتے اب مولانا موصوف کے یہاں سے اعجازہ کریں تھی غلط تشریح کی ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تبلیغ

مکتوب کا علاج، حقیقی ایمان کا ذائقہ، تمام بلاؤں کا دواغیر اور صحت یابی کا نزول، امداد و خداوندی نصرت، ایسی سب کچھ مولانا محمد الیاس صاحب کے نزدیک یہی کام اور مولانا کے نزدیک اس کام کو کرنے والا چاہاں صحابہ کرام کے برابر ثواب و اجر ملنے کا مستحق سو شہیدوں کے برابر وچہ اور اس راستہ میں کسی کی مالی مدد کی تو حشر ہزار گنا ثواب اور مکتوب محمود الحسن نگاہی کے نزدیک سات لاکھ اور رحمت و تبلیغ کے حضرت جی ثالث مولانا انعام الحسن کے نزدیک انچاس کروڑ ایک ہل اقصوں بلکہ تفریق سفر یا آجکل کی عام زبان میں پچھلے پراچہ ثواب کی یہ فرادانی یہاں کی جاوے تو عوام کا لانا نام کی بھیڑ کیسے نہ ہوگی یا چاروں ثواب اور دونوں جہانوں کی کامیابی کا مزد وہ سن کر ہم عالم اور سادہ لوح عوام انکے پکر میں آکر رہیت کے ادنیٰ کی طرح آنکھوں پر جہالت کا چشمہ لگا کر تمام زندگی اسی پکر میں گھومتے رہتے ہیں۔ یعنی کارکن اور ان انکے علماء کرام عموماً عوام کو یہ کہہ کر دھوکا فریب دیتے ہیں کہ یہ نبیوں والا کام ہے یہ میرا جھوٹا اور مخالف دینی ہے اس لئے کہ تمام مہینیاں علیہم السلام کی اس وقت کے حکمرانوں اور صاحب اقتدار لوگوں نے مخالفت کی اور جہاں تک وہ سکا لائے انسانی کی کوئی سرکشیں چھوڑی بلکہ بعض نبیوں کو قتل تک کر دیا اور حاوی مل خاتم دل کی سیرت سے تو قریبا ہر مسلمان واقف ہے کہ آپ کے ساتھ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ قریش نے کیا سلوک کیا طوائف کے سرداروں نے دینہ اللہ ملیں ﷺ کے ساتھ کیا رہا تو کیا اس کے برعکس ان پتہ دروہا لے مسافروں کی ہر ملک میں آؤ بھگت ہے کوئی کافر ان کا دشمن نہیں تھی کہ انڈیا کا مسلمانوں کا کٹر دشمن ہال تھا کہ ہے اور انکی جماعت بھی اس جماعت کی جہاں تھی ہے اس بات سے اعجازہ لگا سکتے ہیں نبیوں والے کام اور پتہ دروہا لے کے کام میں کیا نسبت ہے؟

کی جس کو زامی دین سے واقفیت ہے وہ جانتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مکہ میں قریش
شرکین کو دعوت ایمان دیتے اور صحابہ کرام کفار کو دعوت ایمان دیتے تھے اور مسلمان
حضور اکرم ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور یتیم خانہ میں آپ ﷺ جماعتیں نہیں
لنگر دعوت کیلئے کفار کے پاس بھیجتے مولانا موصوف اور آپ کی گمراہ جماعت لنگر کو
جماعت اور قاتل کو دین کی محنت یاد دین کیلئے جہد بولتے ہیں جس طرح موصوف نے اس
یہاں یہ تاثر دیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ اس بدعتی جماعت کے گشت یا چلہ کی
جماعت کی طرح پھرتے تھے اور بعد میں یہ کام بھٹ گیا جنکو موصوف دوبارہ شروع کرنا
چاہتے ہیں

بھٹ پر حق کی مبلغ سازی۔

حالانکہ مسلمانوں میں علماء کرام و محدث و صحیح کرتے ہی رہے ہیں اور کرتے
ہیں اصل چہر جو بھٹ گئی اور جس کی وجہ سے امت پر زوال آیا وہ جہاد و قاتل فی سبیل اللہ
ہے ترک جہاد کی وجہ سے آج مسلمان کثرت کے باوجود بے حیثیت اور بے مقدور ہیں
دنیا میں کسی گنتی میں شمار نہیں اصل مسلمانوں پر کفار یا کفار کے گمشتے سحران ہیں صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس کس لئے پھرتے تھے کیا مسلمانوں کے پاس جاتے تھے کتنا
بڑا دھوکہ اور فریب ہے حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کی تبلیغ کا نام لے کر اپنے خود ساختہ طریق
کا کو ان باہر کت اصحاب کے کام کے مثل بتلائے سب سے بڑی خلافت اور گمراہی کی
جو جہاں کہ بھٹ پر حق کی مبلغ سازی اور بدعت کو مست کا لہاوہ پتا کر بھٹ اور بدعت کو
فروغ دیا جا رہا ہے۔ بانی جماعت کے نزدیک اس خود ساختہ تبلیغ کی اہمیت کا اندازہ اس
قول سے لگایا جاسکتا ہے "بانی جماعت اپنے رفقاء ج سے یہ کہتے بلکہ تاکید کرتے کہ عمرہ

اور عبادات سے زیادہ تبلیغ کا اہتمام کریں اس زمانہ (یعنی حج) اور اس مقام مقدس میں
بالخصوص اس تبلیغ سے افضل کوئی عبادت اور عمل نہیں۔
(حوالہ محمد الیاس کی دینی دعوت صفحہ ۹۸۔)

کسی عمل کا دوسرے عمل سے افضل ہونا اور عبادات کی وجہ بندگی کرنا اللہ تعالیٰ
جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کا حق ہے یہ حق کسی عالم یا مفتی کا نہیں عالم اور مفتی تو صرف
قرآن و احادیث سے کسی عمل کی فضیلت بیان کر سکتے ہیں اور ظاہر لصوص میں حج کے
زمانے میں عمرہ طواف، بیت اللہ اور سجدہ حرام میں نماز کی جو فضیلت احادیث میں ہے ہمارے
ثابت ہے ان کو چھوڑ کر ایک خود ساختہ طریق میں لوگوں کو مشغول کرنا جو اس مقام مقدس
کے علاوہ زمانہ زماں میں تمام سال کیا جاسکتا ہے یہ فطوفی الدین ہے طواف، عمرہ اور بیت
اللہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونا یہ صرف اور صرف بیت اللہ ہی میں سیر
آسکتا ہے ورنہ کسی مقام پر نہ طواف کیا جاسکتا ہے نہ عمرہ کیا جاسکتا ہے اور نہ نماز کی
فضیلت کسی اور مقام کو حاصل ہے جبکہ یہ طے اور گشت ہر ملک میں تمام سال کئے جاسکتے
ہیں پھر کیا ہے حتیٰ کہ مولانا موصوف اپنے رفقاء حج کو عمرہ اور طواف ترک کر دے کہ اپنے خود
ساختہ بدعت میں مصروف رکھنا چاہتے تھے۔

ناموسوں کا مبالغہ۔

اصل وجہ یہ تھی کہ مولانا موصوف کو اپنے متعلق مبالغہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے
مجھے اس کام پر مامور کیا ہے اور اس کام کے اصول خواب میں منکشف ہوئے ہیں اور
خواب نبوت کا چمچا یہ حال حصہ ہے اسی لئے آپ کہتے تھے "یہ کام ان زمانے کے
انسانوں کیلئے پیشی نوع ہے جو اس میں آگیا وہ محفوظ ہو گیا۔ اور جو اس سے جدا ہو گیا

حقانیت کی کوئی دھندلاری نہیں۔ "انتہا پر او دعویٰ کیا ایک عالم ربانی کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ایسے دعویٰ ہیچ وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں علم میں برسوخ حاصل نہیں ہوتا فہم بفرست کی کی اور عقل نارسا کی وجہ سے الہام، کشف اور پرانہ خیالوں کی وجہ سے اپنے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے الہام، کشف اور خواب کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اس اصول شرعیہ کو ہلکا کر انکو دئی کی طرح قطعی سمجھا جا جاتا ہے اور کام محنت اور مشقت کی وجہ سے چل پڑتا ہے تو مقابلے پڑتے جاتے ہیں اور یہ کچھ مولانا محمد الیاس صاحب کے ساتھ ہوا۔ کام انکی توقع سے زیادہ چل نکلا۔ تو کچھ مولانا صاحب کو امت کی کامیابی تمام خرابیوں کا علاج مسلمانوں کی دفتوں جہانوں میں کامرانی صرف اور صرف اپنی بنیم میں محصور نظر آنے لگی اسی وجہ سے وہین کے تمام دیگر شعبے اور تمام دینی ادارے آہ کی نظر میں پلج ہو گئے اور صرف یہی کام سب کے لئے ضروری قرار پایا جس کا جا بجا آپ نے اظہار کیا ہے۔

(کتوب) بمن و لای منکم منکر الیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فیلسانہ فان لم یستطع فبقیہ و ذلک اضعف الایمان ۱ او کما قال لاکبر
 آن کر اس تبلیغ کا اب تک چھوڑ رہتا ہے وہ نہ قائل غلیف امور کی رعایت ضروری ہے
 انکار کتب اور بندش راہ پشرا آنے سے پہلے ان کی رعایت کے لئے طبعیت کا اعجاز سے
 آباد ہونا طبیعت کا قائل احباب ہونا پشرا ہے

احباب کی خدمت میں اسلام مسنون۔

فیظہ والسلام

بندر محمد الیاس مغلہ

بقلم انعام حسن کاندہلوی مارچ ۱۹۳۷ء

نظام الدین

۷ اپریل ۱۹۳۷ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے گرامی نامہ عالی شرف
 لفظ دعوے نہ۔

"مکرم آں کہ اس تبلیغ کا اب تک چھوڑ رہتا ہے وہ نہ قائل۔۔۔۔۔" اس جملہ
 میں مولانا معصوف نے دو غلط اور جھوٹ چینی دعوے کر دیے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے
 مولانا اپنے خود ساختہ کام میں اتنے مغلوب الحال ہو گئے کہ کن اصل صحیح اور جھوٹ کی
 تیز بھی نہ دے۔ پہلا غلط دعویٰ اب تک تبلیغ کا چھوڑنا یہ غلط ہے جس کام کو مولانا تبلیغ دیکھتے
 ہیں کہ مسلمانوں کو احکام تبلیغ کی جائے۔ یہ کام مسلسل ہوتا رہا ہے تمام مدارس تمام خطیب
 تمام واعظین مقررین اور تمام صحیح مرشدین یہ کام کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں یہ ایک
 بات ہے کہ کوئی امر واقعہ کا اپنی ناقص نظر کی وجہ سے انکار کر دے اس کے علاوہ ہر بری طور
 پر بہت سے رسائل ملت و روزہ نافذ تبلیغ کا سرانجام دے رہے ہیں خاص طور حضرت
 حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی جب تک سفر کے قفل رہے آپ واعظ فرماتے
 رہے اور آپ کے مواضع حدیث متبول تھے اسی وقت قفل کے چاتے تھے جو پھر نشر کئے
 جاتے دو تین رسالے نکلتے ہمارے اور ماہانہ تبلیغ و فیروزہ رسائل کے علاوہ علماء کرام کتابیں
 لکھتے تھے حضرت حکیم الامت کے مواضع تیس جلدوں میں چھپ چکے ہیں اور آپ کے
 ملفوظات ۳۰ جلدوں میں۔ لیکن عربی میں ایک ماہور ہے السناسن اصعداء
 لہذا جہلو۔ انسان اس کا دشمن ہوتا ہے جو نہیں جانتا۔ بد قسمتی سے مولانا کو نہ تقریر میں

مہارت تھی اور نہ تجربہ کی مشق اس لئے سولانا اکثر ان دو چیزوں کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ یہ سب کام جو اکابر کر رہے تھے تبلیغ نہیں تھی؟ آج علماء کرام کو دکھانتے ہیں کہ "تبلیغی" کارکن اپنے کام کے علاوہ دین کے کسی شعبہ کو دین کا کام ماننے کو تیار نہیں۔ علماء کرام کو اس بات کا علم نہیں کہ جب بانی جماعت کے نزدیک ان تمام شعبوں کی اہمیت نہیں تھی تو کارکنوں کا کیا قصور؟ دوسرا غلط دھڑی "اس تبلیغ کا اب تک چھوڑ رہا ہے جو نہ تھا" گو اللہ تعالیٰ کو سولانا کے پیدا ہونے کا انتظار تھا کہ ایسے لطیف امور کی رعایت کرنے والا عسکر قلب پیدا ہو تو اسکو اس پر مامور کریں جب سولانا ہر صفت موصوف ظہور پذیر ہوئے تو آپ سے کہا گیا "تم سے ہم کام نہیں لیں گے" اسی خواب و خیال میں مدہوش ہو کر امت کو ایک فتنہ میں مبتلا کر کے چلے گئے۔ اب ہر باخبر شخص اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اس جماعت نے لاکھوں نوجوانوں کو جہاد کی سبیل اللہ اور دین قرآن اور عسکرات کو بے دروازہ روکنے کی اہمیت کا جذبہ متا دیا ہے جماعت کی یہ برائیاں ایسی نہیں کہ ان سے صرف فکر کیا جاسکے۔

(مکتوب از نظام الدین)

معاذ پروردگار ۱۹۴۰ء

اسلام دینکم و رحمت اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کرای نامہ عالی شرف "مصدور" لاکر بہت دنوں تک اپنے لئے حیلہ آخرت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرتا رہا اور نہ کمر نہ کرا رہا تھی انھوں اور دل کو تسلیم کرتا رہا اس کے حلق میں مجھے مضمون بھی دیکھے ماسے کافی لکھتے تھے اور مضمون کے کافی ہونے ہی نے وہ لکائی میں خود کہہ نہیں سکتا اور بانی انھیں کی اور انھیں کے قائل لکھنے والا ہر وقت ملتا نہیں۔ مسئلہ خط و کتابت کا میرے ہاں کوئی علم

نہیں۔ آخر کتاب جس عہدہ دن سے منسلک رہا ہوں وہ خط اسے زیادت علی الزادہ شدہ کر طرز ایسا کم ہوا کہ یہ عی نہیں چکا اور مجھے بالا بعال بھی اس کا مضمون ذہن میں نہیں کہ میں اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں مگر یہ بندہ ناچر اس کے لئے یہ ارادہ کم ہو جانے کو نہ جانب اللہ سمجھتا ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت وہ اپنی مرضی جو موی ہے وہ قول تقریر یا تحریر یا اس مقدار سے زیادتی سے اور وہاں عام جڑ ہوتی ہے اس سے کوئی غالی نہیں ہوتا وہ نہ جڑ یا رادہ کم دیش ہر ایک بندہ ہوتا ہے اللہ نے اپنی رحمت سے اسے محفوظ فرمایا۔ اللہ جل جلالہ رحمہ تعالیٰ کی سنت زلیہ میں (جو قابل تحمل اور غیر لائق تحمل ہے) ہوا ہے جہد کے ساتھ وابستہ ہے سوجھد کرنے کرتے جو چیز خود طبیعت پر مستحکم ہو وہ طبیعت کی مشرع کرنے والی حقیقت۔

مولانا کی یادداشت اور لفظی حالت۔

قادر نہیں کرام خصوصاً علماء کرام خط کشیدہ پیرا پار یاد نہیں کہ سولانا اس مگر ای نامہ کہ جس کو سید آخرت سمجھتے تھے جس کو کمر نہ کر پڑھا جواب دینے کیلئے مضمون بھی سوچ لئے اور بہت دنوں تک حفاظت کی پھر کم ہو گیا۔ کم ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن اتنا اہم مگر ای نام جس کو سید سمجھا اور پار پار پڑھا پھر یہ بھی یاد نہیں رہا خط میں کیا تھا اور جواب میں مضمون سوچتے تھے جو لکھتے تھے" مجھے بالا بعال بھی اسکا مضمون ذہن میں نہیں کہ اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں سولانا لکھنے سے معذور تھے قرآن کا حکم "علیم ہا للعلم" مفروض کر دیا تھا۔ پھر یادداشت شمع ہو گئی تو کیا مفاہیم اپنی غفلت سے گری نامہ کم کیا اور اللہ تعالیٰ پر الزام رکھ دیا کہ کن جانب اللہ سمجھتا ہے جب تھا شہ جناب والا کو یہ تقریر کرنا آتی تھی نہ تحریر لکھنا آتی تھی ان میں غیور سے محرومی پر غصہ نہ لائے ہوئے لکھتے ہیں "وہ قول

تقریر یا تحریر کی مقدار سے زیادتی ہے وہ عام ہے۔ "حریہ اس میں بھی عجیب تر مولانا موصوف کا اصول وضابطہ طوطا فرمائیں لکھتے ہیں "اللہ جل جلالہ ہم نو الذی سنت ازلیہ میں (جو ناقص تبدیل اور غیر لائق تحویل ہے) ای اخیرہ"

(کتوب) "علم کو کھولنے والی طمانیت ہے اور ذوق ایمان کا ذائقہ چکھا نیوال اور بدل و بار کو کسی ناقص انکار کیفیت سے تکلیف اور حقیقت آشکار کرنے والی بات ہے اور جو جگہ اور وقتی بات طمانیت محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی ہو وہ محض دھم کا پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو یز رگوں نے "العلم الحجاب الاکبر" لکھا ہے) راہ مولانا میں ایک مسدود کردی ہے تو شاید وہ تحریر کی ہی ہوتی ہو یا

اور وہ جو "سوئی کی طرف سے چٹا آئے وہ ہماری صوابدید کے خلاف ہوتو ہو کر ہے قطعاً وہی نمیک ہے بہر حال اس وقت اس گرامی نامہ کے متعلق کوئی مضمون ذہن میں نہیں ہے کہوں البتہ اتنا ذہن میں ہے کہ کچھ مضامین تھے ضرور خیر الخیرین واقع "بہر حال اس وقت مجھے ان چند امور کے بارہ میں لکھتا ہے ہے پور کا سفر آپ کا موجودہ گرامی نامہ اللہ وہ کے متعلق جو کواں وقت تلاش کر لیا مگر نہ لپٹا لپٹا یاد ہے کچھ لکھواں اس وقت ایک سرور و خوش ہے کچھ اس کے متعلق میوات کے موجودہ ہندبات کی کیفیت کو منکشف کرتے ہوئے اس میں دعا اور توبہ اور صحت اور مشورہ کی درخواست ہے پور کا سفر اس سفر میں (جیسا کہ عادات الہیہ ہمیشہ اس سفر کے گھٹنے پر جاری ہیں) اللہ رونی حالت تو یہ رہی جو تحریر اور تحریر میں نہیں آسکتی کہ اپنی حیثیت اپنی طاقت اور اپنی اہلیت سے بالکل الگ شریعت طریقت حقیقت گویا آنکھوں کے سامنے تھیں۔

مولانا موصوف نے علم کو خسر کر دیا۔

ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے اور علم کو کشف اور ناقص انکار کیفیت سے شروع کر دیا مولانا کا یہ مفروضہ قرآن کریم کی کئی آیات کے خلاف ہے سورہ بقرہ کا اول رکوع میں پھر ایمانی صفات بیان کر کے فرماتے ہیں "۱) اولیک علی ہدی من ربہم و اولیک ہم المفلحون (۲) من یتصم بہ لئلا یفلتہم و موعظۃ للمتین (۳) و ان صراط مستقیم (۴) ہللا بیان للناو ہدی و موعظۃ للمتین (۳) و ان اللہ لہدای الخین لعلو الی صراط مستقیم۔" مولانا صاحب اپنے خیالات میں اتنے محو ہوتے ہیں یہ معلوم نہیں کیا لکھ رہا ہوں ذرا مولانا صاحب جملہ ملاحظہ فرمائیں "ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے" کیا ہدایت کے بغیر جہد کی کوئی قدر و قیمت ہے ہدایت مقدم ہے یا ہدایت جہد لا حاصل ہے کیا ہند و جوگی جہد نہیں کرتے کیا انکو کشف نہیں ہوتا کیا انکو اپنے عقیدہ پر یقین نہیں ہوتا جہد ہدایت صرف مشقت اور جسمانی ایسے اورسانی کے سوا کچھ نہیں ہے مولانا کے اسی نظریہ نے جماعت کو مفادات کی دلدل میں دھکیل دیا اور اب جماعت کا نظریہ بن گیا کہ نصرت الہی جہد سے شلک ہے اور جہد سے مراد محنت اور چلے کی محنت جس کو اچھا اللہ کے راستہ کی محنت کہتے ہیں۔ آگے مولانا موصوف نے علم کا ہی معنی کیا کر دیا اور اپنے ناشر شاعی حکم سے تمام عالموں کو تمام طلبہ کو حجاب اکبر میں مستور کر کے جاہل بنا دیا تاکہ میں کرام ذرا دھیان سے غور سے مولانا کا اصول ملاحظہ فرمائیں "اور جو جگہ اور وقتی بات طمانیت محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی ہو وہ محض دھم کا پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو یز رگوں نے "العلم الحجاب الاکبر" لکھا ہے) راہ مولانا میں ایک مسدود کردی ہے" مولانا کا یہ نظریہ قرآنی نصوص کے

بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ
 "آیت مذکورہ چار بار ذکر کی ہے" فَانْمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ الْمُتَّقِينَ
 وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدُنَّا فَانْمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ "اب غور کریں
 قرآن کی ہر جگہ اور واقعی باتیں جو اللہ تبارک نے بالکل آسان بیان فرمائی ہیں جو ایک ان
 پڑھ انسان کو اور واقعی باتیں بدوسب سمجھ لیتے ہیں اور مراد مستقیم پر چلنے سے ہدایت مل جاتی
 ہے اس کو مولانا فرماتے ہیں "جو سچی اور واقعی بات بلا جھجھک تحریر اور تحریر سے پیدا ہوئی
 وہ محض زہم پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت حجاب راہ مولانا میں سد سکندری ہے" قرآن
 کہ ہم اور مولانا کے نظریے میں مکمل تضاد ہے عقیدت کا چشمہ لگائے بغیر تو مولانا موصوف
 کے خیالات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ہے البتہ عقیدت کی کشر سازیاں ہیں مولانا کو
 کیا سے کیا بتا دیا؟

خدا	کو	کیوں	کھتے	ہیں	خدا
کس	قدر	ہے	ذہین	بہکا	ہوا
کہہ	رہے	ہیں	پہاؤں	تیقی	دھوپ
لک	کے	دانشوروں	کو	کیا	ہوا

(مکتوب) "مکتب کے بارے میں انکی محلی کشی کی عوام نے دیکھا ہوں کہ
 اس کو اپنے تفسیلی انگورو اور صحت کے زبان سے نکالنے کو میری رائی نہیں چاہتا میری دلی رغبت
 و خواہش ہے کہ اس میں جلدی نہ کی جائے کیونکہ مکتب جس قدر جذبات سے چل رہی
 ہے وہ ابھی بہت بید ہے ابھی ایک طویل مدت تک صرف اسی تبلیغ پر اکتفا کر کے
 استقامت اور قوتی فرماتے رہیں استقامت و قوتی جب پیدا ہو جائے اور اسلام کی رحمت پر

کم سے کم کچھ قوتی کرنے لگیں تو اللہ چاہے خود ہی کوشش میں بہت سے مدارس ہو سکیں
 گے ہر حال میری رائے میں ابھی قلیل از وقت ہے "کہ قلیل کا راجح طین ہو" ہر امر میں
 رفق اور مائی محبوب رہائی ہے "حضرت عالی نے جو کچھ میری ترکیب اپنے تبلیغ کے لئے
 نکلنے کی تھی یہ ہے تفصیلی طور پر کچھ رائے ذوقی نہیں ہے۔ صرف اس بارے میں دو باتیں
 عرض کرتی ہیں اور یہ اس امر میں اصلی چیز ہے وہ کیفیات ہیں کیفیات کے لئے تحریر یا کوئی
 تقریر۔

مکتب قائم کرنے کی شرط۔

مکھ سکیدہ عبارت علماء کرام کو غور و خوض کی دعوت دے رہی ہے مکتب کے
 بارے میں ایک ایسا راز تھا کہ ہاں سے نکالنے کو کسی کیس چاہتا مولانا موصوف وہ زمانہ یاد
 کریں جب میوات جانے کی شرط مکتب کو لئے سے مشروط تھی مولانا ابوالحسن علی عروسی
 حضرت مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت میں لکھتے ہیں۔

میوات چلنے کی شرط۔

آپ مریدین اور متقدمین کے حلقہ میں کسی شیخ اور اس کے جانشین کے جانے
 کے وہ معنی بھی سمجھتے تھے کہ جانے اور لے جانے والوں کے ذہن میں عام طور پر ہوتے
 ہیں۔ آپ صرف اسی صورت، وہاں جانا چاہتے تھے کہ آپ کے جانے سے وہاں کوئی
 پائیدار شکل پیدا ہو جائے جس سے ملک کی اس حالت میں تبدیلی پیدا ہو اور وہ اسلام سے
 قریب ہو جائیں اور اس کی شکل اس وقت آپ کے ذہن میں صرف یہی تھی کہ میوات
 میں دینی مکاتب اور مدارس قائم ہوں اور میوات کی کم سے کم نئی نسل دین سے واقف ہو
 آپ نے خود بیان کیا کہ پہلی مرتبہ چند شخصوں نے بڑے جوش و خفاص کے ساتھ مجھ

سے میوات چلنے کی درخواست کی تو میں نے کہا میں صرف اس شرط پر چل سکتا ہوں کہ تم وعدہ کرو کہ اپنے یہاں کتب قائم کرو گے (دینی رحمت موصوفہ)

یہ فعلی بہترین فعلی علم ہی سے انساں جہالت سے نجات پاتا ہے سمجھنا میں اگر بچہ لہذا اور ایک پارہ دو پارے بھی سمجھ سکتا ہے پڑھ لے تو تمام عمر لہذا کی قرأت سے پڑھے گا شیطان کو سب سے زیادہ تکلیف بھی علم کے فروغ ہی سے ہوتی ہے شیطان نے مولانا موصوفہ کو اس بہترین راستے پر نہ رہنے دیا سوا سبیل سے بھٹکا کر ایک ایسے احتیاطی طریقے پر پہنچنے کے نام سے لگا دیا

مکاتب کا آغاز۔

”مولانا میوات تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی شریک مطالعہ کیا اور آپ کے بڑے نقاشے اور اسرار اور نوکوں کی بڑی جدوجہد سے ایک کتب قائم ہوا اور اس طرح اس کا سلسلہ شروع ہو گیا مولانا اہل میوات سے فرماتے تھے کہ تم سچے دو مخلصین کی تحفہ وہم لاؤں گا اس میں میں دن کتب قائم ہوئے بعض مرتبہ ایک ایک دن میں کئی کئی کتب قائم ہوئے اور پھر کثرت مکاتب قائم ہونے لگے یہاں تک کہ کچھ مدت بعد میوات میں کئی سو کتب قائم ہو گئے جن میں قرآن مجید کی تعلیم ہوتی تھی“ (دینی رحمت موصوفہ) (دینی رحمت موصوفہ)

غور طلب بات یہ ہے کہ مولانا محمد الیاس ”گوشہ گمانی سے نکل کر امپاک سینکڑوں کتب میوات میں قائم کرتے ہیں جبکہ اپنے مدرسہ کی حالت اور مولانا کی اپنی مالی حیثیت کے حلق مولانا الیاس علی مدنی“ (دینی رحمت) میں لکھتے ہیں ”مدرسہ کی کوئی خاص آمدنی نہ تھی جس سے آسانی کے ساتھ اس کے اخراجات پورے ہوں تو کل علی اللہ

قائم اور اس کے متحمم کی عالی بہت اصل سرمایہ تھائی ہی تھی اور تخی کے ساتھ گذرا ہوتی تھی کبھی کبھی قاعدہ کی نوبت آ جاتی مگر مولانا کے ایسے پر عمل نہ آتا بعض اوقات اعلان فرماتے کہ آج کلمات کو نہیں ہے جس کا جی چاہے رہے اور جس کا جی چاہے چلا جائے اور اپنا کہیں اور انتظام کر لے طلبہ کی بھی ایسی ہے روحانی تربیت ہو رہی تھی کوئی جانے کو تیار نہ ہوتا بعض اوقات جنگی چیلنجوں (کلورہ غیرہ) سے پتہ بھر لیا جا تا طلبہ خود جنگل سے نکلی لاکر روٹی پکاتے اور پختی سے کھاتے ”حوالہ دینی رحمت صفحہ ۳۳“

ایک سال کی رخصت۔

اور مولانا کا تقویٰ اور توکل کا معیار اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ و استناد کا اعجاز اس

واقعہ سے گیا جا سکتا ہے کہ مولانا موصوفہ کا اپنے سوتیلے بھائی محمد کا انتقال کے بعد یہاں آگئی جگہ آنے کا ارادہ ہوا تو اپنے مدرسہ مظاہر العلوم سے ایک سال کی رخصت حاصل کی کیونکہ ایک یہ اطمینان نہیں تھا کہ یہاں گذارہ ہو سکے گا خدا پر بھروسہ نہیں تھا اگر یہاں کام چل گیا تو ٹھیک ورنہ ساقیہ تو کبھی یہاں سے نہ چلا جائے اس رخصت لینے کا مولانا کو تو قاعدہ ہوا لیکن جو استاد موصوفہ کی جگہ رکھا دو ماضی ایک سال کیلئے رکھا یہ باتیں ان خصوصیات کی راہ میں سنگ مرگ ہیں جو جماعت کا کام چل نکلنے کے بعد ان سے منصوبہ کی چاہتی ہیں غور طلب یہ امر ہے کہ جب مولانا کی مالی حالت آپ حضرات نے ملاحظہ فرمائی پھر یہ سخت وہ خزانہ کہاں سے مل گیا کہ میوات میں کئی سو کتب قائم کروئے اس غیر مرئی قوت کا ضرور خیال رکھنا ہوگا جس کے بل بوتے پر ایک ایک دن میں کئی مدرسہ بن رہے تھے پھر آخر کیوں ایک منصوبہ بہترین عمل قرآن کریم کی تعلیم جس سے حلق مرد عالم حاوی سب کا فرمان ہے ”حیر کم من تعلیم القوان او علما“ اور

جس کے بارے میں خود مولانا کا نظریہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جس سے ملک میں تبدیلی ہو
اور وہ اسلام سے قریب ہو جائیں اور اس کی شکل اس وقت آپ ذہن صرف یہی تھی۔
مکاتیب سے بدل بھر گیا۔

کہ سیاست میں دینی مکاتب اور مدارس قائم اور سیاست کی کم سے کم فی نسل دین
سے واقف ہو پھر کیا ایک مولانا کا دل مکاتب سے بھر گیا اور ایک مسنون عمل قرآن کی
تعلیم ترک کر کے بڑوں کو غوازیں سیکھانے پر حمانے کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن مولانا
مستقل حراں نہیں تھے یہاں تک کہ کل اور لڑنا دیکھنے کیلئے گھروں سے نکال کر کچھ عرصہ ایسے
علاقے میں رکھنے کا منصوبہ بنایا اور ایک جماعت کا نہ حوالہ لے گئے اس کے متعلق مولانا
ابو حسن علی ندوی مولانا الیاس کی ”دینی دعوت“ میں لکھتے ہیں مولانا نے اپنے طویل
تجربے اور بالغ فکری سے یہ سمجھ لیا تھا کہ اپنے ماحول اور مشاغل میں گھرے رہ کر ان
غریب حوائج کا شکار رہ کر دین سیکھنے کے لئے وقت نکالنا اور اس قوم و ملت میں جس
میں ان کو کامل کیسوی حاصل نہیں ہو سکتی ہے دین کے ایسے اثرات کو قبول کر لیا جن سے
ان کی زندگی میں انقلابی اصلاح اور تعمیر پیدا ہو جائے ممکن نہیں لیکن مولانا کے نزدیک ایسا
ہو ناممکن رہی تھا مگر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی تھی؟ مولانا کے نزدیک اس تدبیر صرف یہ تھی کہ
ان کا کچھ مدت کیلئے جماعتوں کی شکل میں دین اور علم کے مرکزوں کی طرف نکلے پر آمادہ
کیا جائے (دینی دعوت صفحہ ۸۷) پھر کیا ایک کتب کے بارے میں ایسی شکل میں
جکا ہو گئے کہ زبان سے نکالنے کو میرا نہیں چاہتا ”اس شکل کش کا اندازہ آپ اس واقعہ
سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسالہ ”التلخیص صفر ۱۳۲۳ء“ میں شمارہ نمبر ۳ میں آپ نے اور جناب
عبدالوہاب کا شہیدہ غلو پر قاضی حلالہ داور رگر روشنی ڈالی

دینی مدارس ختم کرنا۔

اس پر ایک واقعہ یاد آیا جس سے برائی عبدالوہاب کا علماء اور دینی مدارس سے
نفرت (دشمنی) کا خوب پتہ چلتا ہے یہ واقعہ مجھے مانتھ قادی مرزا الرحمن فاضل جامعہ
اشرفیہ لاہور استخراج جامعہ الازہر مصر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ خیر پور میرس سندھ میں
ایک ریسک کے یہاں بھائی عبدالوہاب رائے دہلے والے کی دعوت تھی جس میں چند علماء کو
بھی مدعو کیا گیا تھا ان میں ایک خیر پور کے مشہور عالم بدرالدين بن چلیو بھی تھے اور میں بھی
تھا کھانے کے بعد میزبان نے حاضرین سے کہا کہ آپ حضرات ذرا توجہ فرمائیں اب
حضرت (عبدالوہاب) کچھ ارشاد فرمائیں گے بھائی عبدالوہاب نے یہاں شروع کرنے
سے پہلے میزبان سے پوچھا مجلس میں کوئی ایسا اجنبی شخص تو نہیں ہے جو ہمارے حراج کا
نہ ہو صاحب خانہ نے جواب دیا نہیں سب اپنے ہیں تو عبدالوہاب نے یہاں شروع کیا اور
اس میں یہ کلمات کہے ”دیکھیں جب تک دینی مدارس ختم نہ ہو جائیں ہماری (تخلیفی)
مشن کا سیاق نہیں ہو سکتی“ اور مولانا محمد الیاس بھی فرماتے ہیں ”بہر حال میری رائے میں
ابھی (کتب مدارس) نقل از دقت ہے“ کہ ”جیل کا رشتا ملین (یور) ہر امر رفیق اور بتانی
محبوب رحمانی ہے“ جب مولانا محمد الیاس کے خیال تبلیغ کے اثرات ظاہر ہونے سے قبل
میں کتب بتانا دوسرے بتانا شیطان کا کام ہے تو عبدالوہاب کا یہ کہنا ”کہ جب تک دینی
مدارس ختم نہ ہو جائیں ہمارا مشن پورا نہیں ہوگا“ ظاہر ہے جب اسکے نزدیک دوسرے بتانا
شیطان کا کام ہے تو اگر ختم کرنا تبلیغیوں کا فرض بنتا ہے

مختصر اہلاد۔

لیکن جب انکی سامی ماسعود کا میاب نہ ہوئی تو اب انہوں نے مختصر اہلاد اور

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتسوا الحق وانتم تعلمون

۲۰۲۲

اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چسپاؤ کج جان پر جو کہ کے خلاف کیا ہے حضور اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ مولانا کی ایجاد کردہ بدعت کا کوئی تعلق نہیں حضور اکرم ﷺ فکر لیکر کھار کو دعوت دینے جاتے تھے یا صاحب کرامؑ کو فکر دیکر بھیجتے تھے اس طرح بستر سے اٹھا کر خانی ہاتھ فقیروں کی طرح مسلمانوں میں پھرتا اور مسجدوں میں ڈیرے ڈالتا حضور اکرم ﷺ صحابہ کرامؑ اور غیر القرون میں نہیں قاتلیغ ایک انفرادی عمل ہے انفرادی عمل کو جماعت کی صورت متعین کرنا بدعتِ منہیہ ہے۔

سلیبی چہ نمبر۔

لہذا مولانا کا یہ کہنا "جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زعمہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے" صریحاً تلبس حق ہے مولانا کے محمد شریعت کا رکی سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ مولانا کے دعویٰ کو صحیح تسلیم کرنے کا مطلب پوری امت ۱۲ سو سال تک ایک سنت کی تائید ہی نہیں بلکہ جاہل رہی کسی جھپٹہ کی مفسر کی محدث کسی نتیجہ کی صورت کو کسی دلی کسی عالم کو اس سنت کا علم نہ ہو سکا بلکہ طرفہ تماشقو یہ ہے کہ مولانا کو بھی قرآن و حدیث سے اس سنت کا علم نہ ہوا اور چالیس سال تک اس سے بے خبر رہے۔ پھر خواب میں مولانا کو امر ہوا۔ مولانا میں اتنی سوچ ہو جو بھی نہیں تھی کہ تشکیل دینا حسین دین اور تدوین دین کے بعد خوابوں سے دین میں نہ اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ تخفیف ہو سکتی ہے لیکن مولانا نے خواب کی بنیاد پر اضافہ بھی کر دیا اور تمام دینی مشین کو مٹا منسوخ کر کے صرف اور صرف چھ باتیں نکل اور نماز۔ علم و ذکر علم سے مراد فضائل اعمال ہیں۔ اخلاق

میں اکرام مسلمہ وغیرہ یہ چہ نمبر ایجابی اور چہ نمبر سلبی ہیں جن پر رازدار بناظرین سے محل کیا جاتا ہے۔ (۱) جہاد سے۔ (۲) سیاست سے۔ (۳) اجتماعی رفاہی کاموں سے۔ (۴) قرآن حکیم کے درس سے۔ (۵) علماء کرام کی فقہی اور واعظ کی مجلسوں سے۔ (۶) امر بالمعروف اور نہی منکر سے۔ (۷) ریاست سے۔ (۸) تھنکر کرنا کہ باطل سے نکلنے کا جذبہ فہم ہو جائے۔ اب ہر کچھ وارخص اور صاحب علم اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ یہ چھ باتیں جماعت میں اور جماعت کے ذمہ داروں اور بچے کارکنوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ کس رازدار سے یہ مقام حاصل کئے کہ اکثر علماء کرام عدم تحقیق اور حسن عن کی بنا پر سمجھتے ہیں کہ یہ بھی دین کے ایک شعبہ دعوت و تبلیغ میں مشغول ہیں اس کو کہتے ہیں بقول شاعر۔۔

دامن ۴ کوئی چیٹ نہ تنجر ۴ کوئی داغ
تم قل کرو ہو کہ کلمات کرو ہو
مولانا محمد الیاس صاحب اپنے محمد شریعت کو سنت کہہ رہے ہیں سوال یہ رہا ہوتا ہے اسلام کی دینی تاریخ میں اس مردہ سنت کا سنت ہمد گورے ہیں مشلا حضرت امام غزالی، حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت امام ابن تیمیہ، حضرت امام محمد الف حاشی، حضرت امام شاہ ولی اللہ اور آپ کے صاحبزادگان حضرت قاسم نانوتوی، حضرت مفتی رشید احمد کھنوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمت اللہ علیہم میں سے کسی کو علم نہ ہو سکا یہ بات قابل قبول نہیں کہ اسنے بڑے بڑے عالم سنت سے بے خبر ہو اور غیر معارف عالم جس کو اس بدعت کی ایجاد سے پہلے کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ چاہے آپ کو علم میں مہارت نہ تقریر نہ کوئی تصنیف ان کو اس سنت کا علم ہو گیا وہ بھی

خراب میں جس کی شرارتوں کوئی حیثیت نہیں۔

(کتوب) اس کی تکمیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے
 اول (۱) مگر طبع جو کہ خدا کی نعمت کا اقرار تا رہے کہ اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ
 اور حقیقت کوئی مشغلہ ہمارا نہیں ہوگا اس کے لشکر و کی بھیج کے بعد (۲) نماز کے اندر کی
 چیزوں کی بھیج کرنے پر باقی ملے دیکھنے کی طرف اس وقت کو مشغول کر لیا۔ دوسرے
 نمازوں کو حضور کی جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگا رکھا جب تک وہ سنا نہ لے اپنے
 کو جاہل قرار دے (۳) تیسرے میں دقتوں کو گناہ و شام اور کچھ حشر کا اپنی حیثیت کے
 مناسب ان دو چیزوں (تکمیل ملے و ذکر) میں مشغول رکھنا عین چیز کی ہے جو ممکن
 ہے (۴) ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ بھی بیکار کرنا یعنی ملک یہ ملک
 بواجب و ناجائز (۵) اس پر نے میں ملنے کی معنی کرنے کی نہت رکھنا جس میں اپنے بچا
 طب کی اور انجلی کی سرگرمی ہو وہاں خالق کی طرف سے ہوا ملنے کے ساتھ حلق ہوں کیونکہ
 ہر شخص سے اپنے ہی حلق سوال ہو گا حکم کیلئے برائی چاہتا ہے کہ حلقہ تکلیف سے خراب مقرر
 کیا جائے اس سلسلہ کے ترقی پکڑ جانے پر آپ جیسے اہل علم کے مشورہ کی ضرورت ہوگی
 بالکل میں نے اس راہ طبیعت سے بچا کئی نامی تجویز کر رکھی ہیں۔ جز اول اعمال و راہ نعمات
 بفضل نماز، دعا، یات صاب، چل حدیث (مولوی زکریا شیخ اللہ ریٹ صاحب)
 ایمان بنانے کے پیکر میں ڈالنا۔

اللہ مل جلازم نوالہ الجوام اکملت لکم دینکم و اتممت
 علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۵:۳ دوسرا فرمان
 الہی یا ایہا الذی امنوا ادخلونی للسلم کافیہ تیسرا حکم الہی یا ایہا

المرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان تمیزا مکسوف کفر و موش کر کے
 مولانا موصوف لکھتے ہیں "اس کی تکمیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے
 "پھر اپنے چھ نمبر بیان کے بعد کوئی اس بندہ غصے پر پڑے تکمیل دین کے بعد پکڑنا یا
 کائنات چھانٹ کرنے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو بھی یہ
 اختیار نہیں کہ کسی حکم کے نزول کے بعد اس کی تکلیف نہ کرے یا مل نہ کرے لیکن مولانا نے
 محکم تمام دین معطل کر کے صرف ایک نماز بھی اور آجکل آپ کی ایجاد کردہ جماعت مولانا
 نے عمل کو ترجیح دی ہے کہ ہم آجکل کی دور میں ہیں اور کسی دور میں دوسری چیزیں
 قیام کی دھوت چھو کے چلا جائیں اور دھوت کچھ ہیں ایمان والوں کو ایمان کی دھوت دینا
 اور ان کی دھوت کو قبول کرنے والوں کو ایمان بنانے کے پیکر میں ڈال کر تمام عمر بھگواتے ہیں
 لیکن ان کا ایمان بھی بھی پایہ تکمیل نہیں پہنچتا ہے اس لئے کہ بعد ازاں وہاب مولانا جو شیعہ
 مولانا احسان الحق و جاہل احمد جو ہر باوجودی ابھی تک ایمان بنانے میں مصروف ہیں اور کسی
 دور سے کل کر دینی دور ہوا لئے احکام پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مولانا
 کے نزدیک جان و بچنے کا مطلب طے میں لگتا ہے کیونکہ مثال کے نام ہی سے ان کی جان
 نکل جاتی ہے۔

(کتوب) ضنف اور ہر طرح کی کڑوہوں کی بنا پر نہایت دشوار نظر آ رہا ہے
 کہ اس حق بات کو چپک کے سامنے کس قوت سے اٹھار کر سکوں دعا فرمادیں کہ اللہ ہمیں
 ہمارے حوالہ نہ کریں بلکہ خود ہی اس حق کو کھلا اور مولا کو کھلے میں ہماری مدد اور کارساز
 فرمادیں "وہ یہ کہ حق تعالیٰ مسلمانوں اور مسلمین کے ذریعہ عامہ حقوق کی طرف رحمت اور
 فضل و کرم کے ساتھ محض خالص اس طرز کے سبب ہونے ہی کے ساتھ حق ہو سکتے ہیں

دور کمال حق اور کمال اخلاقیات غلبہ کے ساتھ اس وقت حقوق کے ساتھ ارادہ کئے
 ہیں۔ اس قدر کی آگ کا پانی اس طرح کے سوا ہرگز نہ ہوگا۔ ”مذہب اور شریعت اسلام کا
 مدار اپنی زندگی کو اور اپنی حدود و حدود مساوی کو اپنی سادہ اور اپنی اصل کی رسائی سے باطل
 ہوا مندرجہ رکھنے ہوئے عقل حق بل و عطا کے فرمان پر اپنی جہد کی ناکوئل و جان سے ڈال
 دیا نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ جب کرے گا مصالح ضرور دکھادیں گی ایک
 لازمی چیز ہے ”اس وقت جب یہ مصلحتیں آگھوں کے سامنے آئیں گئیں اور مصلحتیں
 دکھائی دینے لگیں ان مساوی کا اجر و ثواب ہزاروں گونہ کر جائے اور دردم ہو جاتی ہے۔
 جیسا کہ فرمودہ ہر کار کا واقعہ اصحاب سمیرت کے سامنے ہے کہ اس فرمودہ کے بعد“
 دو باطل دعوے۔

خطہ کشیدہ عمارت میں مولا نے دو باطل دعوے کئے جو کسی فرد کو بھی جائز نہیں
 ہے مولا نا اس طرح یک مسئلہ سے سوچو ہو گئے تھے کہ حق اور باطل کی تمیز بھی فراموش کر بیٹھے
 تھے مولا نا کو معلوم ہی نہیں کہ اسلام کی رو سے میرے دعوے کتنے گمراہ کن ہیں ایک عالم
 سے اس قسم کے دعوے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے قرآن حکیم اور سنت کے علاوہ کوئی
 طریقہ کے متعلق دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم محض خاص
 اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں اور یہ کتنا توجہات کی انتہا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کے حلق کہا جائے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ فلاں چیز کا ارادہ کئے ہوئے ہیں
 انسان کا علم اتنا قاصر ہے ہمارے سامنے ہمارا جیسا انسان بیٹھا ہوا ہے اس کے ارادے کا
 پہ نہیں چلن۔ اللہ تعالیٰ کیا ارادہ رکھے ہوئے ہیں۔ انسان کی حدود و اراکے سے ماورائی
 ہے اور جو اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایک غلط دعویٰ اور اللہ تعالیٰ پہ بہتان بانہتا ہے یہ

ایسی بات نہیں کہ انہی عقیدت کی وجہ سے ایک صحابہ باطل دعویٰ سے چشم پوشی کی جائے
 اور حق بیاں کرنے سے خاموش رہیں۔ البتہ اگر شرعی اصول پر غور و خوض کیا جائے تو
 معلوم ہوگا کہ مولا نا کی بتیم اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی ہے۔ کیونکہ مولا نا نے
 ایک آقا قیام الدین جو دین تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے آیا (خود حاکم الیٰ کمین کا
 فرمان:-

هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظہرہ
 علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون .
 دوسری آیت میں فرمایا:-

و قاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ و یكون الدین لله .

تیسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا اور ہم دیا:-

قاتلو الذین لا ینؤمن باللہ ولا بالیوم الآخر ولا
 یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی تعطوا
 الجزیۃ عن یدہم صاغروں۔

اس دین کو مولا نا نے ایک راہبانہ مذہب بنا دیا ہے۔ جس دین کی کتاب
 ہدایت میں جائے با امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم۔ اس حکم کو مولا ترک کر کے انتہاء
 عرض اور خواست۔ یعنی ایک گمراہیوں کا مجرا و طریقہ اختیار کر کے گمراہیوں کی طرح در
 بدر گمراہی کی راہ میں بھٹک رہے ہیں خود بھی دلیل ہوئے اور قوم کو بھی ذلت میں مبتلا کر
 دیا دین کی طرف ہلکے افراد کو اپنے دام پر غریب میں بھاس کر دین اور دین کے اجتماعی
 رفاہی اور سیاسی کاموں سے برگشتہ کر دیا مفتی محمود حسن گنگوہی کہتے ہیں کہ حضرت مولا نا

عمر الیاس صاحب فرماتے تھے کہ اس وقت سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ جہول دین کی طلب سے غافل ہیں اس دنوں میں دین کی طلب پیدا کر دی جائے اور جہاد کا مقصد بھی یہی ہے۔ جہاد بھی نہیں کہ قتال کیا جائے گو بھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر وہ اصل نہیں۔ مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنا ہے کہ دین کو غلبہ ہو جائے اتنی محنت اور جدوجہد کی جائے کہ یا تو دین غالب ہو جائے یا خود ختم ہو جائے قرآن شریف میں ہے

وَمَنْ يَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا يَقْتُلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے پھر خواہ جان سے مارا جائے یا غالب آجائے ہم اس کو اجر عظیم دیں گے (بخاری حضرت مفتی محمود حسن کنگوی اور جماعت تبلیغ صفحہ ۲۶)

مولانا محمد الیاس صاحب اپنی تحریک کا مقصد بھی یہی بیان کرتے ہیں کہ دین سے غافل لوگوں میں دین کی طلب پیدا کی جائے اسی وجہ سے انہی تحریک کو سب سے بڑا اور اصلی جہاد کہتے ہیں اور اس غلط فہمی بھی فرماتے ہیں "جہاد بھی نہیں کہ قتال کیا جائے گو بھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے مگر وہ اصل نہیں" قارئین کرام مولانا کی سوچ کا اعجازہ کریں کس بے قدری سے قرآن کریم کی سیکڑوں آیات جو صرف اور صرف قتال کے متعلق ہیں کہتے ہیں وہ اصل نہیں۔ اور پھر کیسی بے پرہیزی ہانک دی مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے دین کا غلبہ ان بستر بدوش گدا گردوں کی طرح کوچہ گردی سے دین کو غلبہ حاصل ہو گا۔ ہر اس عقلی دانشمند گریہت

(مکتوب) اس غزوہ کے بعد دلوں کی سبائی گوزیادہ ہیں مگر پہلے دلوں کے

برابر و جہنم ہے اور دوسری نظر یہ کہ ہے جس کو سودہ حدیث میں صاف اتار دیا ہے لا یستوی منکم من اتقى من قبل الفتح و قاتل قر مقصد یہ کہ مذہب کو معالج سے اس قدر بعد ہے کہ معالج کے آنکھوں کے سامنے آجینے کے بعد اجر و ثواب نہیں دیتا یا کم ہوتا ہے۔ "مظاہر یہ کہ بعد از فتح اس وجہ سے یہ نشان ہے کہ ہمارے زمانہ راز کی پریشانیوں اور آنے والے احوال کے بہت سے یہ نشان تو اس قدر ہیں کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں میرا اندر سے خیر اس قدر مطمئن ہے کہ اس جہاد کا جانی کے ساتھ واضح صدمہ لگے ہوئے کھیلوں سے محض اس تحریک کو فروغ دینے میں یقین کر لیں کہ حق تعالیٰ شانہ "من کان اللہ کان اللہ لہ" کے وعدہ کے مطابق جبکہ ہم اس تحریک میں (جس میں ہر امر اسیری دین ہے) بڑی قیاس کے ساتھ اس میں اپنا طالع یقین کر کے اپنی جہول کو اس میں وقت کریں گے تو حق

تعالیٰ اپنے ارادہ خیر کے ہماری صلاحی اور فرد کی طرف قطعاً حویہ فرمادیں گے اور آگے غار ہے اللہ یصل ما یصلہ جابہ بند قریبی یہ بھی نہیں آتا کا سبائی ہر نشانوں کے فقیر اور طالع کے اس میں غم ہوئے کو اس وقت تک کے سامنے اس طرح کھول دیوں گی چاہے کہ آپ مجھے حضرات اس طرف حیدر ہوں۔" اس سے زیادہ کیا عرض کروں اس وقت مہمانوں کی زیادہ کثرت ہو گئی مولوی احتشام سے معلوم ہوا کہ مولوی منظور صاحب کی صحبت میں

ماری پریشانوں کا علاج:-

جہول مولانا محمد منظور نعمانی "ان سرسری اور اتفاقی ملاقاتوں میں میں اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا کہ مولانا ایک شخص عالم دین ہیں ہر اسے طرز کے سیدھے اور نیک

بزرگوں کا موصوفہ ہیں اور زمانہ کے تقاضوں اور اہم وقتی و دائمی ضرورتوں سے واقف نہ ہونگے
 بادیوں و مسلمانوں کی دینی اصلاح کا صادق جذبہ اور پختہ تربیت اپنے اندر رکھتے ہیں بہر حال
 ان ملاقاتوں میں دشمن مولانا کی شخصیت سے متاثر ہوا اور دشمن نے ان کی دینی دعوت و
 تحریک کی کوئی اہمیت سمجھی "ملفوظات مولانا محمد الیاس صفحہ ۳۰

ذہ مولانا کی شخصیت متاثر کن اور نہ مولانا کی تحریک دینی تھی اس لئے ایک عالم
 مناظر اسلام نے اثر نہ لیا مولانا موصوفہ ناقص و دینی اہم کی وجہ سے دین کو مٹانے والی حکیم
 کو کہتے ہیں "جس میں سراسر بھڑی دین ہے" دین کی کامیابی بتلاتے ہیں اور اسی غلط فہمی
 اور ایک دعوت کو خیال کرتے ہیں "کہ اس میں اپنا علاج یقین کر کے اپنی جہدوں کو اس
 میں وقف کر دیں گے تو حق تعالیٰ اپنے ارادہ خبیثہ کو ہماری سلامتی اور فردغ کی طرف قطعاً
 متوجہ فرمادیں گے" ایک مہلک چیز کو تریاق سمجھ رہے ہیں اور اس بلا کث میں چلا ہو کر
 دوسروں کو بھی اس میں چلا ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اور لکھتے ہیں "تو میری سمجھش
 نہیں آتا کہ اپنی ساری پریشانیوں کے دانیہ اور علاج کے اس میں منحصر ہونے کو اس وقت
 پبلک کے سامنے کس طرح کھول دوں" یہ بات بلا غور کیا جا سکتی ہے کہ مولانا محمد الیاس
 صاحب اور آپ کی تحریک جماعت کی قیادت اور اس میں شامل جہلاء کی قیادت میں گھونٹنے
 والے نام نہاد علماء و کرام دین اسلام اور دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بالکل نا بلند اور
 نا واقف ہیں۔ دینی شعور سے بے خبر ہیں اور اس حقیقت کا وہ عالم جو مولانا موصوفہ کے
 ملفوظات اور مکتوبات کا غور تحقیق حقیقت کا چہرہ اتار کر مطالعہ کرے اور جماعت کی
 کارکردگی کا مشاہدہ کرے، اعتراف کریگا

(مکتوب) جواب میری سمجھ میں آیا وہ چنانچہ کی خدمت میں روانہ کر کے وہ

نامہ ساری شیخ الحدیث کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا۔ بعد ناچیز بھی اس تبلیغ کے سلسلہ میں
 ایک تحریک کی حالت میں ہے۔ "معفر کی بات کی اپنے میں دہا کرنے کی اہلیت نہیں" عمل تو
 اور کفار اور عادات خداوندیہ پیش ان کی نصرت اور رحمت اسی راستہ میں ہے جو واقعی ہے
 انہی کی کوششوں کا جو خلاصہ ہے وہ ایک کافی مقدار عالم اسلام کا خیال کے درجہ میں متفق
 ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ حکیم صحیح اور ایک کرنے کی چیز ہے "اور عقائد و شہادت کے اسرار
 فی الجملہ بیکے اور کل ہو گئے" لیکن اس بندہ ناچیز کو جذبات کے غور کے ساتھ جو محسوس
 ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس خیال کی سرحد سے عملی میدان کی حدود میں سنگین جہاں و مناویں
 مائل ہیں لہذا ان جہاں و مناویں پر نظر کرتے ہوئے توجہ الی اللہ اور توکل اور دعا کے ساتھ
 متوجہ ہونے کی ضرورت ہے حق تعالیٰ کی نصرت عزم کے ساتھ وابستہ ہے "واذا
 عزمت فلوکل علی اللہ" معجزہ کا تصور صحیح کر کے اس پر نظر رکھتے ہوئے توکل
 صحیح نصرت کا سبب ہوتا ہے بہر حال میرا مقصد یہ ہے کہ اس وقت کے کام کے لئے جدید
 عزم و ہمت کی ضرورت ہے شیخ الحدیث سے جسد کے موقع پر آپ کی دعوت و فتوہ کا ذکر آیا
 تھا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ روانے اور مشورہ کا درجہ تو یہ ہے کہ اول صورت انتشار کے متوجع
 کے لئے چند لوگوں کا مشورہ ہو جائے جن میں خود شیخ الحدیث بھی ہوں اور آپ بھی ہوں
 اور میاں انصاف اور یہ بندہ ناچیز بھی اور میوات کے چہرے انے تجربہ کار بھی ہوں اور باقی
 جن لوگوں کے ساتھ اور بیٹے وقت کے لئے۔

جانالت میں کی ہوگی۔

اس مکتوب میں نشان زدہ عبارت میں دوا سر مذکور ہیں اول عبارت میں مولانا
 فرماتے ہیں "معفر کی بات کی اپنے میں دہا کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔" اس اعتراف

اسکے لنگر و نہانی اپنی ذواتِ غیبر کے ساتھ جلد سے جلد میاں کو فروغ دینے کے لئے یہاں تشریف لے آئیں اور یہ آمد کا زمانہ کسی قدر کافی ہو اس زمانہ قیام میں پھر سفر کے لئے کسی تکلیل کا مشورہ ہو جائے گا اللہ کی ذات سے امید ہے کہ پھر اس سفر کے لئے کوئی مجہزین تکلیل پیدا ہو جائے گی فقط والسلام

بند و محرابی غنی حنفی

بہارِ حبیب الرحمن نے مئی ۱۹۳۲ء

نقارہ کی بے قدری۔

اس نشانِ زوہ جہارت میں مولانا لکھتے ہیں ”اگر یہ بات میں سمجھتا ہوں لی آخر“ یہ کچھ بوجھ مولانا کی درست فہم سے ضرور پر تقاریر یا قی ضروری اور موثر ہیں پوری امت کا طریقہ اور تقریباً جراح ہے کہ ممبروں پر تقاریر ہونی چاہئے اچھی اور لطیف تقاریر انسان کی کایا پلٹ دیتی ہیں جو کہ دن رات سے قلم یا بعد میں تقریر ہوتی ہے اور بعد کا خلیہ بھی ایک تقریر ہی ہے جو ضروری ہے ہر دور میں بہترین اور محققین اور مقررین یہ کام کرتے رہے ہیں اور اس کے اثر کا کون انکار کر سکتا ہے لیکن اس غلط نظریہ نے مولانا کی جماعت میں یہ غلطی ضرور پیدا کر دی کہ جماعت کے کارکن اپنے بریں اور عالم ہوں یا جاہل یا ان صرف انہی کا سنتے ہیں ان کے علاوہ کسی عالم کا بچے کتابدار عالم ہوں یا کامیاب نہیں بنتے ہیں۔ طرفہ دہشہ یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ تقریر کی خدمت بھی کر رہے ہیں اور اچھے مقرر علماء کی خوشامد کر رہے ہیں اور ابتدا میں جب تک جماعت کے اپنے مقررین تیار نہیں ہوئے تھے دوسرے مقررین کی تقاریر کرتے اب بھی جماعت میں اس عالم کی قدر و منزلت زیادہ ہے جو مجمع عام میں خطاب کر سکے اور ان کے سلاہ نہ لاشی ملے میں بھی اچھے

سے مولانا اس دعویٰ کی تردید ہو گئی ہے کہ ”مجھے اس کام کا امر ہوا ہے“ اللہ تعالیٰ ایک نالغرض کو کسی کام کرنے کیلئے منجب نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا وہ خیال و خواب ایک وہم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ دوسری نشانِ زوہ جہارت میں مولانا لکھتے ہیں ”اور مخالفت و شبہات کے امراض فی الحقیقہ ہلکے اور قلیل ہو گئے۔“ اس بات کا اعتراف تو ہے کہ مخالفت اور شبہات اب بھی موجود ہیں مولانا کے خیال میں ہلکے اور کم ہو گئے ہیں اور حقائق اور نصاب کو امراض کہہ رہے ہیں یہی وجہ ہے خیر خواہوں نے سمجھنا چھوڑ دیا علما نے حق نے مخالفت نہیں چھوڑی یہ مخالفت اور شبہات اس بات کی اٹل دلیل ہے کہ یہ جماعت اصل پر گامزن ہے کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ علماء ربانی ایک دوسری شرعی اور ضروری امر کی مخالفت کریں علماء ربانی حقانی کا مخالفت کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ مولانا کا طریقہ قرآن و حدیث کے ذریعہ نہیں ہے کوئی فرد اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ علماء کرام احیاء ملت کی مخالفت کریں۔

(مکتوب) آئی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے کچھ ایسے اسباب پیدا فرمائے ہیں کہ اگر وہ پندرہ دن کے لئے مجتمع ہو جائے تو ان کا تلفیغ کے لئے لگنا ۵۰۶۰ کی مقدار سے ہزاروں کی مقدار کی طرف ترقی کر سکتا ہے اور اس وقت کی تھوڑی سی غفلت سے اس نکلنے میں کمی ہوگی تو پھر یہاں موقع آسمند کو بظاہر نظر نہیں آتا ”اگر یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ جب تک چیلک کے سامنے ملٹی مونیٹ نہ ہو تو مجلسِ ممبروں پر کی تقریر عمل پر پڑے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی اگر تقریر کے بعد عمل پر پڑ جائے گی انہیں نہ تو وہام کے اندر ڈھکیاں اور بے ادبی کے لفظ بولنے کی عادت پڑ جائے گی“ اس لئے میرے خیال میں اس وقت آپ اور مولوی ہدایت علی صاحب اپنے اپنے اثرات سے جتنے آدمی کو لیکر

مقررین بتا رہے ہیں

(مکتوب) ”آزاد محرم کی توجہات عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے ایک

لکھنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا اللہ تعالیٰ آپ کی متعدد توجہات کو اس طرف اور

زائد سے زائد مہذول فرمائے مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لئے اس کا تبلیغ سے یہ کہ

کوئی شے نہیں ہے۔“ غصہ و صاحب آپ جیسا صاحب علم و زہد و تقویٰ توجہ سے اس

میں لگ کر کرے، مرحومہ کے ایصالِ ثواب کی نیت سے زائد سے زائد اس میں توجہ

مہذول فرمائیں آپ کی تشریف آوری کا انتقاد ہے حضرت پھر پھر صاحب حضرت چچا

صاحب اور تمام مشفقین کی خدمات عالیہ میں سلام عرض کر دیں مولوی احتشام الحسن

صاحب اور قریشی صاحب ایک جماعت کے ہمراہ ۲۲ دن سے بنگال گئے ہوئے ہیں

غالبا جمہرات تک و ملی پنجپیں گئے توجہات عالیہ اور دعوات صالحہ کا امیدوار ہوں

فظہ السلام بندہ محمد الیاس مقرر۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء

۷۸۶

محرم بندہ زوات مکارمکم

السلام بحکم در وقت اللہ و رکعت جواب کا گرامی نامہ عزیزی مولوی یوسف ملہ کے

نام آیا جس میں تحریر تھا کہ میری تحریرات کے اقتباسات جمع کئے

چلے جائے ایصالِ ثواب۔

مولانا موصوف خوشامد، چالپوی اور جمہوری تعریف کرنے کے فن میں بیادہ لونی

رکھتے تھے اب مولانا ابوالحسن علی ندوی کو پچھائے کیلئے لکھتے ہیں کہ ”آں محترم کی توجہات

عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے اب تک لکھنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا۔

حالانکہ یہ بات واقعہ کے خلاف ہے اس لئے کہ مولانا شیخ الحدیث و ذکریا مولانا احتشام

الحسن، وغیرہ کا جماعت کو نفع پہنچا ہے وہ حضرت ملی میاں کے نفع سے بہت زیادہ اور

حضرت شیخ الحدیث مولانا ذکریا کی وجہ سے کلی عالم میں جماعت میں شامل ہونے اور اکثر

جماعت پر امتزاجات کے جوابات مولانا ذکریا نے دیئے ہیں اور بہت سے غائقین کو بھی

مولانا ذکریا ہی نے مطمئن کیا مولانا کے اسی قسم کے دعوے ”مرحومہ کے ایصالِ ثواب

کیلئے اس کا تبلیغ سے یہ حکم کوئی شے نہیں ہے۔“ نے اس جماعت کو بدعت بتا دیا ایک

خاص طریقہ کو بلا دلیل دوسرے کا رفر پر تشیع و تشریعت سے تہاڑ ہے اور اسی کو بدعت

کہتے ہیں۔

(مکتوب) مبارک ہے ہیں۔ اس جملہ سے بڑی غلطی ہوئی کیونکہ میں پہلے

مریضوں میں مولانا ابوالحسن علی صاحب کو بھی تحریر کر چکا ہوں کہ تحریرات مکمل کا وسیلہ ہیں

اور میری تحریرات ہی کیا تحریرات اگر کافی ہوتیں تو حضرت سید صاحب اور حضرت مجدد

صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریرات کم نہیں اور ان سے اوپر قرآن و حدیث بھی

اس زمانہ میں بغیر مکمل کے کافی ہو رہے ہیں تو اس وقت مکمل کی سب سے زیادہ ضرورت

ہے تاکہ سادہ تحریرات بھی کا کارآمد

ہوں۔ اسی کے ماتحت یہ عرض کرتا ہوں کہ ۱۶ جنوری کو نور میں بیوات کے چودہری اور

سربراہ وردگان کو جمع کیا گیا ہے۔ جو خطہ بیوات کے ارکان سمجھے جاتے ہیں یہ بہت اچھی

ہیں اور اس کام سے بہت دور ہیں اور اس کام میں لگائے کی نیت سے چار پانچ روزہ جلس اور

پانچ سات روزہ بعد قیام کی نیت سے جتنے حضرات کو ہمراہ لائیں تشریف لا کر مکمل کی

آبادی میں سنی فرماویں۔ تمام ممکن سے سلام فرمادیں۔

نقطہ والسلام ہندو محلہ ایلاس

۷۸۶

باسمہ سبحانہ

حضرت الاحقرام زید محمد کمالی السلام مسئولین۔ عزاء سامی۔ والا نامہ شرف
ممدور لایا۔ حالات تبلیغی سے آگاہی ہوئی۔ اپریل میں جماعت کا آنا مبارک ہو کر
مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ

مولانا موصوف تحریر میں عجیب قسم کے تضادات ہیں "اس جملہ سے بڑی غلط
ہوئی۔" اصل مقصد کو تو راز میں رکھا کیونکہ مولانا خود کہتے تھے کہ میری تحریر اور تقریر اس
قابل نہیں کہ اس کی اشاعت کی جائے اس کا ناقابل تردید ثبوت موجود ہے کہ مولانا کی
کوئی ایک تقریر بھی کسی نے ضبط کرنے کے لائق نہیں سمجھا اس دور میں تقاریر ضبط
کرنے کا عام رواج تھا حضرت مولانا اشرف علی قادری نور اللہ ضریح کی تقریر یا ہر تقریر
ضبط کی گئی تھی پچیس جلدوں میں حضرت کی تقاریر پبلیش ہو چکی ہیں دوسرے عالموں کی
تقاریر شائع ہوتی رہی ہیں۔ اس کے برعکس مولانا محمد ایلاس کی تقریر کو کسی نے لکھنے کے
مناسب ہی نہیں سمجھا۔ اور تقریر کا بھی یہی حال کیونکہ مولانا صاحب خود کہہ نہیں سکتے تھے
اور دوسرا کوئی میسر نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا وہ عالم حضرت علی میاں اور حضرت محمد
منظور نے مکاتیب اور ملفوظات شائع کر کے جس سے اس گمراہ جماعت کی تردید کے
لئے مواد اور ثبوت میسر آ گئے۔ ورنہ یہی سمجھا جاتا کہ مولانا محمد ایلاس نے تبلیغ کا طریقہ
شائع صحیح طور پر شروع کیا ہوا۔ اور بعد میں گمراہی آگئی جیسا کہ عموماً ہوتا ہے لیکن ملفوظات

اور مکتوب کی موجودگی سے معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت بول روز سے بدعت ضالہ تھی
۔ مولانا کے انھما نے خود انکو گمراہ کیا اور ایک گمراہ جماعت بنا کر امت کو گمراہی میں مبتلا کیا۔

(مکتوب) محدوی دستری حضرت سید صاحب دہم برکاتکم السلام علیکم ورحمہ
اللہ وبرکاتہ گرامی نامہ ملا تاخیر جواب بہت کی محنت کی وجہ سے ہوئی جملہ آں یہ ہے کہ
بشیر و مولوی یوسف مفت ٹٹیل ہے سہارنپور سے بغرض علاج و طبی لائی گئی ہے کزور بند
ہے اپنی جگہ سے نقل و حرکت دشوار ہے اور تمام گھروں کے لیسریا میں مبتلا ہیں "ایٹنی قطری
کزوری سے اس کے بچے علاج کو چھوڑ کر (جو تبلیغ میں لگ جاتا ہے اور آپ جسے حضرات
خصوصاً مسادات کرام کی خدمت ہے) باری علاج میں مشغولی ہے" بہر حال نہایت
ذمہ داری ہے اور یہ تاخیر جواب کا عذر نہیں ہے بلکہ اعتراض قصور و اظہار مجھ سے حضرت
پھر بھی صاحب رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ ارحام کی خبر سے انجمنی تعلق و صدمہ ہوا۔ حضرت
پھر بھی صاحب کا سایہ آپ کے سر سے نہیں اٹا بلکہ تمام ان منتظرین کے سر سے اٹھا ہے جو
حضرت سید صاحب کے دامن سے وابستہ ہیں اور جن کے مکتوب میں حضرت سید صاحب
کی محنت و محبت واضح ہے۔ سب شریک غم ہیں اور سب کو شریک ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو
احساس نہ ہو یہ انکی بے حسی ہے حق تعالیٰ سرورہ کو اپنے احسان و مکارم اور ان حقوق کے
مطابق جو ہم سب پر واجب ہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے مناسب ترقی و درجات و رضاء عطا
فرمائیں آپ کی تشریف آوری کی خبر سے مسرت ہے اور آپ کے غم سے غم۔ آں محترم
مست کی حالت:-

مولانا صاحب فرماتے:- "ایٹنی قطری کزوری سے اس کے بچے علاج کو چھوڑ کر
جو تبلیغ میں لگ جاتا" قارئین کرام اندازہ کریں مولانا موصوف کس قدر صراط مستقیم سے

بیک بچے ہیں مثلاً شری اور سنت طریقہ کے مقابل اپنے خورساختہ طریقہ کو بیماری کا علاج صحیح قرار دے رہے ہیں مولانا کی حالت مجمع لگانے والے دماغی یا جسمی کی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک کے تمام امراض کن کرتان اس پر توڑتا ہے کہ یہ چون کی چڑیہ لے جاؤ جو ہر مرض کا شافی کافی علاج ہے وہی حال مولانا کا ہے کہ بیماری کا صحیح علاج ہے چلے لگائے چھوڑا معمولی مرض ہو تو سر درد کافی ہو گا بہر حال مولانا صاحب سنت طریقہ علاج کے مقابل اپنے طریقہ کو صحیح علاج بتا رہے ہیں جو کم عقلی ناقص دین اور فطرتی الدین کی بدترین مثال ہے اس بدعتی لوے کو چاہئے جب کوئی ان میں بیمار ہو تو حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے بجائے مرکز جمعہ راجہ پٹر لے جاویں ہم فرما ہم ثواب کے صدقات مفت میں علاج بھی ہو جائے گا اور ثواب بھی حاصل ہو جائے لیکن عجیب بات یہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب مولانا خود بیمار ہوئے چلوں میں جانے اور صحیح چھوڑ کر طبیب کی خدمات حاصل کیں صحت صرف دوسروں کے لئے تھی۔

(مکتوب) خطہ تمام فقی میاں جی محمد عی شرف قبولیت اور سعادت طلبیہ نصیب فرمادیں آپ کے دوسرے خط میں جو آپ نے ایک باوکے انتظار کے بعد تحریر فرمایا اس کے تاخیر جواب سے تو مجھے بھی عداوت ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دیں اور میری ان کوتاہیوں کو معاف فرمادیں اس میں تبلیغ کی سرگرمیوں کا ذکر ہے کہ ۸۰ آدمی یہاں تبلیغ کے لئے آئے اور ۲۵ آدمیوں کی جماعت تیار ہے علیٰ خبر الحمد للہ ثم الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور کرم اور رحمان اور رحمت علیہ ہے کہ اس نے ۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ میں ”کہ جہاں اس محل کو حکارت سے دیکھا جا رہا ہے اور اس کی ناقدری کی جا رہی ہے ایسے زمانہ میں آدمیوں کے فروغ دینے کے لئے کمرے لے کر سے عزم کریمہ سے عزیز اللہ کا حکم

بھالانے کے بعد اپنی کوتاہی پر بھی عداوت کے ساتھ ایک گرمی نظر لائی جا رہے کہ چھوڑ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور بہ عزت اور بہ دنا کے اعظام آوری اور یہ ہر طرح کی نواہیات اور بھڑکی کھلی انگلیوں محسوس کرتے ہوئے پھر کل ۸۰ آدمیوں کی مقدار فقی تو ہوتے لاکھ مقدار میں کتنی قبل ہے اور پھر کل لینے کے بعد مگر کے دایں جانے کا اتنا حقیر کہ ان کا قصاص مشکل ہو کر سے فقی تو مشکل“ سے اور نکلنے کے بعد یہ قسم ہوئے والا کہ اپنی طرف کچھتا رہے تو یہ دین کا مگر کس طرح آباد ہوگا۔ جب تک گھروں پر رہتا اس دشوار نہ ہونے کے جیسا اس وقت تبلیغ میں رہتا ہے اور جب تک تبلیغ سے دایں جانا نا اطمینانیتوں پر دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ کیلئے دشوار ہے اور جب تک تبلیغ کے لئے چار چار مہینے ملک و ملک پھرنے کو جزو زندگی بنانے کی کوشش کیلئے پورا اہتمام کے ساتھ آپ لوگ کمرے نہیں ہوتے ”اس وقت تک قسمت صحیح و بدیاری کا حرح نہیں سمجھیں“۔ (اور حقیقی ایمان کا ڈالہ کسی نصیب نہیں ہوگا)

حکارت سے بچنا۔

نشانزدہ عمارت مولانا صاحب فرماتے ہیں :- ”۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ میں کہ جہاں اس محل کو حکارت سے دیکھا جا رہا ہے اور اس کی ناقدری کی جا رہی ہے ایسے زمانہ میں دین کے فروغ دینے کے لئے گھر نکلے“ اگر آپ حضرات اس بات پر غور کر لیا جائے کہ دین کے کسی کام کو مسلمان کبھی بھی حکارت سے نہیں دیکھتے گوکار سے گوکار مسلمان اگرچہ فرائض کا تارک ہو لیکن فرائض کو حکارت سے نہیں دیکھتا اور عالموں کے حلق تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ تبلیغ کو حکارت سے دیکھیں اصل حقیقت یہی کہ مولانا موصوف نے تبلیغ کے لئے ایک اعتقاد طریقہ ایجاد کیا تھا اور اس طریقہ کو

سب کے لئے لازمی اور ضروری قرار دیتے تھے۔ اور طریقہ متحدہ کو جہاد فی سبیل کہتے تھے اور اس پر خرچ کرنے پر ثواب ستر ہزار گنا فرماتے ہیں اور اس کام کو بعض حیثیت میں قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ قرار دیتے ہیں ان وجوہات کی بنا پر علامہ کرام اس کو بدعت کبیرہ کہتے تھے اور اب تو اس جماعت کی اپنے حق کی کاروائی اور حق اوصاف (۱) جہاد سے، سیاست سے، اجتماعی رقابتی کاموں سے، دوسری قرآن، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اور علامہ کرام کے واعظ اور تقاریر سے متفرق کرنے کی وجہ سے لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ جماعت دشمنان دین کے مبین فتنہ پھیل کر رہی ہے

(مکتوب) کس وجہ سے اب تک دینی نہیں پہنچا جہاں تک ہو سکے اہتمام کے ساتھ کسی آنے والے کے ساتھ اہتمام سے روانہ فرمادیں۔ ضروری اہم بات یہ ہے کہ میرے احباب اپنی خصوصی کوشش اور اسمعیلی اور اپنے خیالات اور تقویٰ کو توجہ کارخ اپنے ان اصول کی نہایت پابندی کے ماتحت تبلیغ کے فروغ دینے ہی میں مشغول رہیں یہ بنا کھڑا ہونے والا عقائد ائمہ اللہ اس روئے سے خود بخود فرو ہوگا نہ بہت فخر ہے کہ طہاکی کے چمڑ چمڑ کے ساتھ خود طہاکی مناسب ہونے کی وجہ سے خدا عزوجل کو کھلی صفین نہ ہو جائے۔ ”تجربہ ہے کہ مناظروں کے ساتھ ہمیشہ میرے ہوتے ہیں۔“ اہل تہ سب کی رائے میں یہ بات غلط ہے۔ ہوا جائے تو۔۔۔ ان دلائل میں قوت

اور زور کے ساتھ مطالبہ کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ ”وہ میرے خیال میں تو دینی بات ہے کہ تمام ملک کی جماعتوں میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور قرآن کے امر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر ایک پوری طرح مطلق

نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اور یہی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے اور یہی چیز ہمیں بنیادی چیز کے ساتھ ہونے کو درست نہیں ہوا کرتی دیگر ہر ملک معمول اور ان مجمع اور اجتماع والے گھڑوں میں اور اس کے حامل میں اپنے اصول کی نہایت پابندی کے ساتھ تبلیغ فرمادیں۔“

مناظروں کے برے نتائج۔

”تجربہ ہے کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے ہوتے ہیں۔“ مولانا صاحب کا یہ فرمانہ درست نہیں ہے۔ تاریخ اور مشاہدہ کے بھی خلاف ہے حضرت مولانا رحمت اللہ کریمانی مہاجرین کے مناظرے پادری فخریہ سے اور حضرت قاسم تاقویٰ کے مناظرے میلہ خدا شاہی میں اور دیگر علماء کرام کے مناظرے ہمیشہ مفید اور باطل کے ابطال کا ذریعہ رہے ہیں۔ اسلام ایک دین حق ہے اور جب بھی باطل نے اس پر اعتراض کئے یا باطل نے مناظرہ کا خلق دیا ہمیشہ علماء کرام نے قبول کیا داخلی گمراہی ہو یا خارجی علماء حق کا ہمیشہ سے مناظرہ کرنا شیورہا ہے مناظرہ اسلام عالم کی ایک قابل تعریف صفت ہے جو اس صفت سے محروم ہیں وہ اس فضل ہی کی برائی بیان کرتے ہیں مثلاً مشہور ہے کہ ایک جگہ چمڑے جمع تھے وہاں سالم ناک والا آنکھوں نے شور مچایا تو آیا دوسری بات بھی اسلام کی رو سے باطل ہے صریح منکرات کے دلائل کا مطالعہ فضول ہے جب آپ خود ان کو صریح منکرات کہہ رہے ہو پھر دلیل کا کمال مطالعہ صریح منکرات کی صریح تردید کی ضرورت ہے اعلان حق کی ضرورت ہے کہ تمہارا یہ فضل صریح منکر ہے لیکن مولانا نے طریقہ ہی اسلام کے خلاف اختیار کیا ہے کہ ”ان منکرات سے بحالات موجودہ براہ راست تعرض نہ کیا جاوے بلکہ ایمانی شعور اور اپنی احساس کو بیدار کیا جائے۔۔۔“

دینی دعوت صفحہ ۲۵۱

”مولانا کا یہ کہنا کہ مناظروں کے نتائج پیشہ رہے رہے ہیں“

قرآن کریم کی صریح نص کے بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ادع الی سبیل ربک بالحدیثہ والمو عظہ الحسنہ و

جادلہم بالبیّنہ ہی احسن

اسے نبی دعوت دے اور باتو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف علم اور حکمت کی باتوں کے ساتھ اور اگر بحث و مباحثہ آپ نے کو نہایت عمدہ طریقہ کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو۔ (معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد ۵ صفحہ ۲۷۷)

جب مناظرہ کرنا حکم الہی ہے پھر رد گردانی کیوں کہ باطل سے دلیل طلب کرو خود انکی تردید نہ کرو تا کہ جوڑ رہے تو نہ ہو بغیر مقصود ہے دین مقصود نہیں۔ قرآنی حکم پائل ہو کوئی فکر نہیں آدمیوں کو پناہ مطلوب ہے رد اصل مولانا موصوف کی طبیعت میں اعتدال کا فقدان تھا اور جس کی طبیعت میں اعتدال نہ ہو وہ مراط مستقیم پر قائم شکل سے رہتا ہے افراط تغریبا کا مظاہر ہوتا ہے یہی مولانا کے ساتھ ہوا۔ وزنہ اگر یہ لگتے کہ مناظروں کے بعض اوقات نتائج برے لگتے ہیں اس لئے با ضرورت نہیں کرنے چاہئے یا یہ بھی لگھ لگھ تھے کہ مناظرہ اہل علم اور اہل تجربہ کا کام ہے تمہارے لائق اور مناسب نہیں کہ تم مناظرہ کرو یا مناظروں کا انتظام کرو بغیر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ لیکن غلطی تبلیغ کی وجہ سے تبلیغ کے سوا ہر چیز بری نظر آتی جس طرح سادوں کے اندر سے کوہ برابر اُسو جھتا ہے۔

علم مشغول ہوا سخت غلطی ہے۔

”وزنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام لگب کی چاسوں میں اس

مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور غماز کے اندر کی چیزوں کی صحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر ایک پوری طرح مطلع نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر ادب کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے اور یہی چیز بغیر بنیادی چیز کے صحیح ہونے درست نہیں ہوا کرتی ہے“

انہیں محد انہیں مولانا کو اسلام کی بنیاد کا بھی علم نہیں مولانا پر تو یہ مثال سادق آتی ہے جو ہے کوئی بھی اور لک کی گاتھ وہ چناری بن بیٹھا۔ یا انہوں میں کا نارہر مولانا کی چند سالہ لکچر سے عیسائی قوم مولانا کو معتقد ہو گئی اور جماعت بن گئی مولانا لگے امیر بن گئے اب وہ اپنا مقام بھول کر ملک کی پامناحت کو اپنی مگر اس میں جلا کرنا چاہتے ہیں کامل مکمل دین کی تعلیم ترک کر کے اور اسلام کی وہ بنیاد جو اللہ چارک کے رسول نے مقرر کی قال رسول اللہ ﷺ ہنی الامام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ والام الصلوۃ والمانہ الزکوۃ والحج و صوم و رمضان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں دوسرے نماز پڑھنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔ کوئی بھی عبادت چاہے کتنی ہی اچھی بنیادوں پر قائم ہو اگر انکی حفاظت اور دیکھ بھال نہ ہو تو وہ عبادت قائم نہیں رہ سکتی ہے اس لئے اللہ چارک تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے ایک اور عظیم اہم فرض امت محمدیہ پر لگا دیا اور قرآن کریم میں جا بجا اس فرض پر زور دیا وہ فرض ہے قتال مع الکفار۔ حضرت صاحب اس بنیاد میں ترمیم کر کے

ثمرات کو ختم کر دیں تاکہ ہمیں عام مال ملتا رہے اور عاری و نقیس بحال رہیں اس کیلئے دو طریقے اختیار رکھئے کہ مدارس کے لئے قارئین شدہ علماء کرام کی کسی طرح اپنے جال میں پھا لیں کہ انکی ذہنی قدر کی جائے دوسرے اپنے مدرسے بنا کر ایسے عالم پیدا کئے جائیں جو اس بدعت اور مکر میں اس ہمارے ہم خیال ہوں

(مکتوب بہت زیادہ کوشش کو بڑھا دو جہاں تک ہو سکے "مجملہ جہاڑ سے بہت سچے ہونے پر بھی کہیں ضرورت پڑ جائے تو دو لاکھ کے مطالبے سے

ہرگز کی اور درجہ نہ نہ کر دینے کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو "بہر حال اخیر معنوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے ساتھ سخت گیری کرنے پر ان کے ہمیشہ کو کھل جانے کا خیال ہو تو میں منع نہیں کرتا۔ میرے دوستو آپ مدرسہ کو ظاہری عمارت کی چنگی کے اسباب پر آ رہے ہیں میرا دل احمد سے کانپ رہا ہے اور ہول رہا ہے کہ خدا خواستہ میرے اسباب اس کی ظاہری فرط غنی میں باطنی فقیر بھی کچھ نہ پڑ جائیں میری دلی تمنا ہے کہ اس ظاہری چنگی کو پیادگی کی نظر سے دیکھتے رہیں، دلی تمنا ہے نہ دیکھیں اور اپنی خوش دودلی کی ناک سے گارہا نہ دیکھیں اس میں مشغول نہ رہیں فقہ و احکام

"بختم شریف محرم و عظیم و محترم جناب حامی رشید احمد صاحب متعالیہ بلوں جاسم و فو شکم و فو شکم۔ خان بہادر اسلام بیگم دروشت اللہ و برکات حضرت حاجی شیخ صاحب اللہ جل جلالہ رحمہ اللہ نے جو عزت و حرمت اور خصوصیت و دلجوئی سے آپ کو شرف فرما رکھا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے جو کچھ آپ کے ساتھ ہے یا نہ ہے بے ادبی اور آپ کی شان کے خلاف گستاخی کرے وہ جس قدر بھی قائل لیں و ملاحت اور توجہ و درویش ہو وہ حق جناب اور حق ہے لیکن جناب کی طوع و صلہ اور استمرانہ اور غریب پرور طبیعت

جامعات کو ضیعت کرنے چلے ہیں دین متین کی تعلیمات قرآن حدیث فقہ وغیرہ ترک کر کے کلمہ اور لازمی تصحیح کریں۔ سبحان اللہ کیا کچھ ہے؟ ان دو چیزوں کے علاوہ کو اوپر کی چیز کہہ رہے یعنی قرآن کا کچھ احادیث کا کچھ فقہ کا پڑھنا سخت غلطی ہے۔ مولانا کا نئی کچھ بھی نہیں کہ اگر میں ان دو چیزوں کے علاوہ اوپر کی چیز میں نہ جانتا تو یہ جماعت کیسے بن سکتی اور اس کے امیر کیسے بن سکتے تھے۔ میدانوں نے مولانا کو عالم اور اوپر کی چیز میں جانے کی وجہ سے اپنا مشفق بنایا ہے جب تماشا ہے جس شاعر پر بیٹھے ہیں اسی پر کھڑا اچھا رہے ہیں۔ تبلیغی کارکنوں کے نزدیک مدارس کی اہمیت اسی لئے نہیں ہے کہ مولانا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونے کو سخت غلطی سمجھ رہے ہیں

مدارس کو ختم کرنا۔

اسی وجہ سے عبدالصاحب نے ایک مجلس میں صاف اعلان کیا کہ تبلیغی مشن اس وقت کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک تمام مدارس کو ختم نہ کریں۔ کیونکہ جب مولانا عمر الہاس کے نزدیک مدارس کا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے تو تبلیغی کارکنوں کی اسلحا و جہاز کو ختم کر دیں جو اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونے کا ذریعہ ہے نیز مولانا موصوف حامی رشید احمد بہادر کو لکھ چکے ہیں۔ "دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اغراض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار چلے آتے ہیں جب مدارس اور جامعات میں علوم پڑھانا ہی بیکار ہو رہا ہے تو جامعات بھی اب وہی کام کریں جو مولانا کر رہے ہیں مولانا کے گھروار بیوہ و کاروانی نے جب دیکھا کہ نہ تو مولانا کی چیز کوئی کے مطابق مدارس ختم ہو رہے ہیں اور نہ چندہ دینے والے کم ہو رہے ہیں تو انہوں نے ایک اور چال چلی کہ مدارس کے

لے ہم غلام کو آپ کی بارگاہ میں ایسا گستاخ بنا رکھا ہے کہ تعجب کی قوت آپ کے اخلاق کی عادت است پیدا کرتی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض محروشی کر لینے ہیں چاہے بہر میں عداوت ہو اور چاہے اس وقت عداوت کے خلاف کوئی صورت ہو اسی کے ماتحت ایک ضروری محروشی نظام اللہ کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ اہل زمانہ کی مطامع کی تسکین کے واسطے پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ اعذار کا چکا تھا کہ یہ رہتا رہا مکاتب اور مدارس کی جو چل رہی ہے اس میں دشواریاں ہیں اول یہ کہ جس جہاد سے چل رہی ہیں یعنی لوگوں کا ایمان اور ان کی وہ رغبت جس کی وجہ سے بیکھوں اور عدسوں میں قصاصد کو پیش کرنا لے کھڑے ہوتے ہیں اور چند دینے والے چھوہتے ہیں یہ مخترب ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ اس کا مسدود ہے دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اعرض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ افراط و تفریط نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں اب علوم سے منافع اور افراط حاصل نہیں ہوتے جن کی وجہ سے علوم کی ترقی اور تحصیل ختم آئے اور باتوں پر نظر کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور جان رہے ہیں اور آپ جیسے سب احباب اور بزرگوں سے طالب رہا کہ آپ میرے معین اور مددگار بنیں گے کہ میں اس سے زیادہ سے کھڑے ہوں کہ آپ میں اس میں بڑا کام ہے

است آپ کا حاصل آپ کی قوت آپ کی طبیعت آپ کا دماغ اس کا مل تھا اور اس کی اہلیت رکھتا ہے کہ کسی کا عمار کام کو اخلاص کا عمار کام کے لئے باعاری اہل ہیں میں نے اس کام کے اندر جس قدر آپ جیسوں کی خوشامد اور ہمت اور جریں اور اپنے منصب

سے نہایت برخلاف گستاخی اور بے ادبی سے لگانے میں کوشش کی اس میں بے نصیب اور عا کام رہ کر میں نے انہیں اس پر کاٹھا کیا کہ میں جس کام میں لگا رہا ہوں اس میں گئے رہتے ہوئے مکاتب کی جو صورتیں پیدا ہوتی رہیں صرف اس کی سرسبزی کی فہم داری آپ نے لیں چنانچہ جناب نے مکاتب کی سلسلہ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کے سامنے مخالفت میں جتنا ہوسکا اس کی پرورش ہوتی رہی لیکن جو کچھ میں سمجھ رہا تھا وہی پیش آیا کہ کچھ بچھلے جو دینے والے تھے ان کو دوام ہوئی نہیں سکا اور آئندہ کو رفتیں پیدا نہیں ہو رہیں ہوتی رفتیں زوال پذیر تو بہت زیادہ ہیں اور نہ وہ تھیں رفتیں بڑی بڑی کوششوں سے پیدا ہوتی دشوار ہو رہی ہیں بہر حال جناب کی خدمت میں مکاتب کے فردغ کے لئے میرے نزدیک جو صورت بہتر ہے وہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں بے کوشش کوئی کام نہیں ہوا کرتا آپ اپنی طبیعت کو مستقل فرما دیں جبکہ کو پاؤں سے مسل نہ کر لیکن کے زمانہ میں جن لوگوں کو آپ کی سعی سے مالی منتفع ہوئی اور بے کارڑا تھیں وہ غیرہ میں ان کا کھرا مال ضائع ہونے سے محفوظ رہا ان کے ساتھ غیر غرضی اور ان کی امدادی صرف اس امر میں ہے کہ آپ ان کو اس امر میں شرح کرے پے آئندہ کریں اور اس میں کوشش کریں کہ کارفرم میں شرح کے اندر کوشش کرنے سے ان کی طبیعتوں کا بھی اہمال ہوگا اور مال کے اندر بھی طہارت اور پاکی پیدا ہوگی اور شروع شروع کا اہمال کرنے سے کہہ میں نے ان کا حال دیکھا ہے

ماتے پھر جاری ہو جاوے گی اور ان لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کرنے میں آپ بہت فرما دیں کہ سیکھوں مدرسوں کا ست پر جان یا بندہ جو با اہل زمانہ کے لئے نہایت دہال اور نہایت ہال پرستی کا فطرہ رکھتا ہے کہ قرآن دنیا سے مٹا چلا جائے اور ہمارے

سے پریشان تھے مولانا نے جو جماعت بنائی وہ سیاست انجمنی امور قومی معاملات سے بالکل لاعلم تھے اس وجہ سے سرکاری ملازمین نے اس جماعت سے بھرپور تعاون کیا یہ حکومت کا فضا تھا کہ لوگ غیر سیاسی امور میں مشغول رہیں تاکہ وہ اپنے اقتدار کو طول دے سکیں۔ اس کی بارہ طریقوں خوشامد اور قصیدہ گوئی بعد عرض کرتے "ایک نہایت ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بہت جتناب کی توجہ مبذول کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل زمانہ کی طبائع کی سبب کو اب سے چند برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ یہ رفتار مساجد کی جو چل رہی ہے اس میں دو فرمایاں ہیں۔۔۔ اس طرح "مولانا صاحب کو دعویٰ تو اللہ کی دی ہوئی بصیرت کا ہے لیکن جو نظریہ پیش کیا ہے زمانہ نے اس کو بالکل غلط ثابت کر دیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدارس ترقی کر رہے ہیں اور افتاء مالک شریعتی کرتے رہیں گے مولانا کو مستقبل کی خبر تو کیا ہوتی مولانا کو تو اپنی خبر بھی نہیں تھی کس اب کیا ہو رہا ہے نہ چند دہائیوں کے فضل و ہوش اور دنیا سے مل کر راستہ مسدود ہوا

شرمناک بہتان:-

بلکہ مولانا کی بصیرت کے برعکس چند دہائیوں کا اضافہ ہوا اور کتب اور مدرسے بھی فروغ فرمے۔ اور دوسری وجہ میں مولانا صاحب نے ایک دنیا دار کے سامنے وہ شرمناک بہتان علماء کرام اور طلبہ پر لگایا ہے حیرت ہے کہ کلام استہزاء کیا کہہ دیا "کہ علوم جن فرض کے حصول کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہے گی باعث علم بیکار ہوئے چلے آتے ہیں۔۔۔" اب علوم سے وہ منافع اور اغراض حاصل نہیں ہوتے جن کی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحسین تھی ان دو باتوں پر نظر

کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں "اس نظریہ کے مطابق تمام دارالعلوم قوم کا سرمایہ اور طلبہ کا وقت برباد کر رہے ہیں کوئی ٹھکانہ ہے بے دینی کا۔ زمانہ میں کسی کو نہ علم ہے اور نہ بصیرت کہ یہ کچھ نہیں دارالعلوموں میں مدارس جو طلبہ ہیں انکی اغراض علم دین حاصل کرنا نہیں ہے اب علماء کرام شکایت کرتے ہیں کہ اس جماعت کے قصدا انوں کے نزدیک مدارس کی کوئی اہمیت نہیں جب جماعت کا بانی ایسا ہو تو کارکن بھی دیئے ہی ہو گئے۔ یہ بات تو حضرت مولانا عاشق میر غنی نے خود مولانا الیاس سے کہہ دی تھی کہ آپ کے نزدیک چند رسوں کی اہمیت ہے نہ حفاظت ہوں کی اہمیت ہے اور جو آپ کا طریقہ ہے یہ ہمارے اکابر کے خلاف ہے یہ لٹونی تبلیغ ہے۔

حرام طریقہ سے چند لینے کا مشورہ:-

قارئین کرام سے انتہاء ہے کہ مولانا کا یہ خطا بار بار پڑھیں اور مولانا کی بدھنی پر ماتم کریں پہلے تو یہ فیصلہ کر دیا کہ "ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں" اسی وجہ سے مولانا نے خود کو کتنا دکھ لیا اب صاحب ہمارہ سے فرماتے ہیں میں جو کام کر رہا ہوں اگر وہ آپ نہ کر سکیں تو اپنا اثر اور سوخ استعمال کر کے لوگوں سے چند جمع کر کے کتب آپ سنبھال لیں۔ اثر سوخ اور سرکاری حیثیت کا استعمال کر کے چند لینا شرعاً حرام ہے ایک حرام کام کا مشورہ دینا اور انہی نکتوں کا چلانا اب ضروری ہو گیا ہے اسی پر انہی بیان کرنے کے بعد ہماری کام کی درخواست کرنا عجب قماش ہے اسی کام سے جس سے مولانا کا دل بھر گیا اور توجہ مبذول کر لی اسی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں اہل ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور ان پر مذور

دینے کی تلقین فرمادیں تو یہ تحرک شعبہ دین کا ایک زبردست کام ہے۔ زور دیکر چند ماحصل کرنا حرام ہے اور احرام کا چند ہیں کا زبردست شعبہ کیسے بن گیا۔ یہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی مولانا باطلہ ہیں اس لئے حضرت حکیم الامت مولانا شرف علی تھانوی نے فرمایا جاہلوں کی تلقین سے جہالت پھیلے گی۔ آپ کا سیکھنا قول صحیح ثابت ہوا ہزاروں افراد تمام سال فقیروں کی طرح گھر سے رہتے ہیں اور سالانہ ان جاہلوں کی نمائش ہوتی ہے یوں یہ جماعت قوم کا سرمایہ اور انفرادی محنت کو برباد کرتی ہے۔ اس طویل خط کے آخر میں خان بہادر سے عرض کرتے ہیں ”اگر آپ سے یہ تلقین کام نہ ہو سکے تو دوسری کام کرو یعنی اپنا سرورخ ڈال کر اہل ثروت اور مالدار پر اپنی حیثیت کا زور لگا کر دے ہو بخور کر ہمیں فرما کریں یعنی حرام مال سے ہماری مالی مدد کریں

(مکتوب) بزرگوار کو ذوق کی لیکن یہ اہل لانے والی نہیں ہیں اور اس درد کے لئے مرہی کر نہیں سکتیں مل سے اس قدر رنجی ہو چکے ہیں ذوق کے ساتھ صرف ہاں نہ لیں ہی ملہا ہے عمل رہ گیا ہے مل کے واسطے اگر خصوصی بانجازی کے لئے اگر کچھ ہتھیاں موند نہیں ہیں گی تو لیک کے میدان سے مل کی سڑک پر پہنچنا نہایت دشوار ہو گا۔

مخزن آمال دامانی ارشدہ اللہ دایا کم اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس وقت تک ہمیشہ کام کرنے سے ایک ایسے ذوقی ذہول کا تجربہ ہے کہ اس کے اندر قہوڑے سے فرق کی وجہ سے کام کی نوعیت بالکل باکرا سے بے کارگی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے بہت قہوڑا کر کے بہت کچھ کمانے کے بجائے (کوہ کنون دکا و بارودان) کا قہقہہ ہو جاتا ہے جس بہت ہی سرد دلوں کے کش اس کو کس طرح ذہن نشین کروں زیادہ تر تو اس کی تعلیم اور فعالیت سمجھیں بہر حال قیادت کتابت میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ کچھ

میں آجائے خدا کرے کہ میری ناقص تحریر سے آپ کی جوت خیال متفق ہو۔ ”دوام ہیں ایک قہوڑا جوتا ہونا چاہئے اور وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو ہونا چاہئے اور نہیں کرتے اور اہل کلہ اور ہمارے کچھ کمانے کو اگر کرتے ہیں تو بخیر مقصد کے کرتے ہیں کہ جیسا کہ اس تحریر کا مقصد ہو۔ بلا لاکھ یہ مقصد نہیں اور جو نہیں کرتے ہو یہ کہ ان کا مقصد ان کے لئے ہے فیصلہ کر لیں۔“ جب تک اپنے مسائل کو چھوڑ کر ذوق و دین اختیار کر کے اس تحریر کو لے کر ہر جنس تعلیم کے مسائل کی مکتات اور اس کا شدت تکد و توجہ کا اور تکیب کے دھیان کا مسائل کے ساتھ ”توجہ تکیب کے کچھ کرنے اور ان کے انوار و ہکات کے قبول کرنے کی اہلیت پر غور کیا نہیں ہونے دے گی اور تعلیم کے بعد بھی دوسروں میں کوشش کرنے کو جب تک حق تعالیٰ کی رحمت کا دریچہ نہیں بنائے گا اور دوسروں میں محنت کرنے کے ذریعہ اللہ کی رحمت کا سہارا نہ دھوڑے گا تو جہاندہ منت اہلیت“ من لا یرحم لا یرحم“ اور جہاندہ (اور حمو ما فی الارض) یرحمکم من فی السموات آیت سے جب تک دوسروں میں کوشش کر کے حق تعالیٰ کی رحمت کا سہارا پکڑے پھر فراغت کے وقتوں میں محنت نہیں کرے گا (اس وقت تک یہ کلہ اور ہمارے کی اصلی ہکات جس سے ساری ذمہ کی درست ہوتی چلی آوے حاصل نہیں ہوں گی) میں بہت دل سے متقی ہوں کہ اس کی دعوت دینے کا باہم مشورہ کر کے سب محنت کریں۔ شروع میں بہت دشواری ہو گی لیکن مقصد اسی کا احیاء ہے اور ”یومر دین اسی کے زعمہ کرنے سے وابستہ ہے اور تمام ادارے جو مشکلات میں پڑے ہوئے ہیں وہ اسی کے ہتھ اٹانے سے اس مضمون کا سب حضرات باہم مل کر اور مشورہ کر کے پھر اس کی دعوت کی محنت کریں) سب جماعتیں بھی کبھی اپنی کاروائی روانہ فرماتی رہیں تعلیم کا مینی معین اللہ

عربی

کلمہ اور نماز کی صحیح اس طرح ایک کا تصور نہیں۔

اب مولانا صاحب فرماتے ہیں اور میں ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے وہ کرتے

ہیں اور نہ وہ جو ہونا چاہئے اور نہیں کرتے ہیں مولانا موصوف ایک

مکمل حراج شخص ہیں ایک کام خود زور و شور سے شروع کرتے ہیں اور اسی کام کو سب

سے اہم سمجھتے ہیں کچھ عرصہ بعد اس کو ترک کر دیتے اور اس کی خدمت اور برائی شروع

کر دیتے ہیں۔ مولانا نے اپنی کمائی سے غمور کا آقا رسومات میں کتب قائم کرنے سے

شروع کیا پھر دل بھر گیا نہ صرف ترک کیا بلکہ ان میں مشغول ہونا سخت للہی قرار پلا پھر

میں انہوں کا کلمہ اور نماز گھر لانا شروع کیا اور کلمہ اور نماز سمجھنے کیلئے انکو گھروں سے نکال کر

دینی مرکزوں میں رکھنا شروع کیا یہ کام چل نکلا تو ان پر اہم سوائی جو کلمہ اور نماز سمجھنے کمر

سے نکلے تھے وہ اسلام کے داعی اور مبلغین گئے اب مولانا صاحب موجود تبلیغ اور ہمدردانہ

بکرا ب کہتے کلمہ اور نماز کی صحیح اس جماعت کا مقصد نہیں کوئی اس بندہ خدا سے بڑے

کار کوں نے یہ کام خود کیا وہ نہیں کیا تھا جناب کی ہدایت پر ہی کام شروع کیا اب جدید

الہام یا کشف ہو گیا اپنے شروع کئے ہوئے کام سے انحراف کر رہے ہیں۔ اب مولانا کا

صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے اور یہ مقصد کتنا ضروری اور اہم ہے اسکا اظہار بار بار

اپنے کتبہات اور مکتوبات میں کر چکے اور بندہ بھی اس پر سیر حاصل تیسروں کے چکا ہے جزیہ

لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنا کر لکھتا ہوں کہ یہ مقصد غیر اسلامی اور غیر معقول ہے محض

اور نقل میں ایسے احمقانہ طریقے کی باطل سمجھاؤ نہیں وہ مقصد ہے لوگوں کو دین کے نام پر

تخلیف کے نام پر گمراہ کر کے گھروں سے نکالنا جب کہ کمال عمل و دین کو عملاً منہ پر کر کے

ایک جڑ کو دین تصور کرنا کہاں کا دین ہے؟ اسی طرح ایمان والوں کو ایمان بنانے کے چکر

میں لانا کہاں کی تخلیف ہے؟

(کتب) انہی طرح سے بچھانے ہیں ہاں تخلیف اگر کرنی ہو تو ضرور آپ

تخریب لایا دین اور نہ کہ دیکر ۱۹۶۸ء بخیریت نکلاں و فلاں و جملہ عبادان بندہ بلکہ عبادان

خدا اور رسول و دستار اہل مذہب و ملت و امام ہمدرد

”اسلام عظیم مسلمان کی قطعاً اصل زندگی اور اللہ جل شانہ کی مخلوقات کے ساتھ

خاص رحمت کے ساتھ حسنہ کرنے والی زندگی اور مشغول ہونے والے اور باقی مسلمان کی

طاؤں کی چٹانے الی اور مقاصد کو توڑنا نہ کرے الی زندگی محض سراسر صرف ان امور میں

کوشش کر چکے ہیں اور یہ اس طرز زندگی سے غافل ہوتے ہوئے بھڑکی کا انتظار اور

طاؤں کے کم ہو چکا وہم ایک مختصر زمانہ اور غلط خیال ہے۔ لہذا اشیاء پر سالہ بھی روانہ کر رہا ہوں

اور اپنے دوستوں کو اور خدا اور رسول ﷺ کی دوستی کی ترغیب دے گا انکو کھانے کے ساتھ

کھانا ہوں کہ جو گھر میں کوشش کے ساتھ گئے بغیر خدا کی رحمت کے منتظر نہ رہیں اور

طاؤں کے بچنے کا دوسرا نکال دیں۔ ان چیزوں میں کوشش ہی واضح الہام اور طریق

ہنگام اور واضح قسم اور ہمدرد ہے۔ مجھے یہ مضمون لکھاتے ہوئے طبیعت نے یقین ہوتی

ہے لہذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔“

مفسر نامہ، عبادان صادقاً تم ارشاد اللہ دایا کم اسلام عظیم و رحمت اللہ علیہ و برکات۔

اور کا واقعہ ایک جبریت اور قہارت حق دینے والا واقعہ ہے۔ ہمیشہ یاد رکھو کام کرنے

والے کو ہر کام کرتے ہوئے ایک مشکل اور بے پناہ سزاؤ کا شکار آجانیے اللہ کی عادات

میں سے ہے۔ اور وہ وقت جو ہے ایک کتاب ختم ہو کر اس سے اگلی کتاب کے شروع

ہونے کے ہم معنی ہے۔ اور اگلی کتاب کے شروع ہو سکی
گمراہی کی اجتناب۔

نشانزدہ عبادت میں دودھوے بلا دلیل کر دیئے ہیں وراصل مولانا موصوف
اپنے خود ساختہ طریق میں اسے نحوہ و گئے ہیں کہ تمام کامیابیاں اور تمام مصائب کا علاج
صرف اور صرف اس بے روح عمل میں مضمحل نظر آتا ہے حالانکہ مولانا کا متحدہ طریقہ قدس
کی پتلی اور انسانوں کی برائی کے سوا کچھ نہیں ہے لیکن جب بات ہے اس بد پر بلا مل کو
تریقان کھد ہے ہیں اور اللہ کی رحمت کو شر و کد کر دیا اور بلا مل کو ہٹانے والی بھی اپنی حکیم کو قرار
دیا ہے۔ یہ تو گمراہی کی انتہا ہے مولانا محمد الیاس کے ضال مثل ہونے میں کوئی شک نہیں
اپنے خود ایجاد کردہ طریقہ کو ہی سب کچھ لیا جائے جبکہ مولانا کا ایجاد کردہ طریقہ
تو جائز ہی نہیں کمال مکمل وین تین کے ایک، دو جز کو مکمل وین قرار دینا کیسے جائز ہو سکتا
ہے مدنی دور آنے کے بعد آدمی واپس کی دور میں کیسے جا سکتا یہ تو زمانہ کو الٹا چلانے کے
مترادف ہے اور یہ کسی کے اختیار میں نہیں کہ زمانہ کے
دور کو الٹا گھوما سکے مدنی دور ترک کرنا اور کسی دور میں جانے کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ایک
گمراہی ہے جس پر مولانا اور مولانا کی گمراہ جماعت کا حزن ہے جو عالم انکسے نصاب کا
دارت میں سے باہر جاتا ہے۔ صاحبِ کلام۔

(مکتوب) عزت والوں میں تمہاری عزت ہوگی اور مرنے کے وقت تمام
بادوں سے چھوٹ کر گویا کہ ایک سلطنت کی شاہانہ زندگی کی ابتدا ہوگی اس کام کے کرنے
والے کے لئے اور مرنے کے وقت تمام آفتاب سے چھوٹے کا وقت ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا
تو یہ زندگی ہماری فخریہ کی زندگی ہے بدتر حال رہی ہے۔ لہذا میری تحریر میں سنی کو ضروری

سمجھ کر اپنے کو سر بیز کرنے والی زندگی کو رد کر حاصل کر لو اپنے جملہ سلیفین کی ایک ہادقار
اچھی جماعت کے لئے کہ گوالدہ پر تو خصوصاً اور دوسرے مرکزوں میں عموماً اپنی موجودگی میں
کوشش کر کے جتنے ہو سکیں روانہ کر دیں اور آتے ہوئے ایسا بندہ بست کر کے آدمی کہ
مرکزی جماعت لکھنے والی عمارتوں کا تار و ٹوٹے دیں تبلیغ سے واپس ہونے والی مقدار
سے تبلیغ کے لئے کھالے والی جماعت کی مقدار ہمیشہ چھٹی اور دس مٹی ہونی چاہئے اس قسم
کی میری تحریر مولوی نور محمد صاحب جیوں کے پاس خصوصیت سے بھیج دیں۔ مولوی
ابراہیم چند دن کے لئے میرے پاس آجائے

نشان اسلام بندہ محمد الیاس مٹی حیدر

۷۸۶

کاشف الظہار

دلی تحریمان اسلام بنیم رحمت اللہ وبرکات

”خارج گمراہی؟ آپ حضرات کی تحریر سے سرگزشت تبلیغ اور واگذاری

ضروری معلوم ہوئی۔ آپ لوگ خوب یقین فرمالیجے کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ

کمال کا کام ہے۔ اور یہ کہ ہمارے ہر کام میں اللہ کی مدد ہے۔ اور یہ کہ ہمارے ہر کام میں

نے مدنی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو مارا گیا ہے اس لئے اسے الفاظ سے احتراز

چاہئے جو مشابہت انگیز تفسیر ہوں۔ بلکہ اس قسم کے حکیم الفاظ لکھنے چاہئے جس سے کسی

خاص فرقہ یا جماعت پر ظہن نہ ہو۔ صلا۔ حسن۔ بکنت

حق بات سے مراد

نشانزدہ عبادت میں مولانا موصوف نے تبلیغ کی آڑ میں حق گوئی سے اعراض

کی تلقین کرتے ہیں حق کہتے ہیں جماعت کی کسی کا اندیشہ ہے اپنی حق بات نہیں کہ حق کہہ کر آزمائش کو دعوت دیں اپنے پیش و پشت اور آرام و سفر کو داؤ پر لگائیں لیکن مولانا کی حدائیت اور حق پرستی کا کوئی تجویز بھی برآمد ہوا اہل بدعت کو اس کا طم تھا کہ اس جماعت کا تعلق ملاوہ بندہ سے ہے اگر مولانا کا متعدد تبلیغ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرماں خوش نظر ہوتا ہوا انزلی الیک۔ اور مسا انزل میں خالموں قاسقوں مشرکوں ہر ایک کی خدمت کی مگنی ہے اور خالموں کا ذکر تقریباً سو بار سے زائد اور قاسق القاسقوں وغیرہ تیس بار سے زائد جموئے اور کتب الہیہ کا بھی تیس مرتبہ سے زیادہ قرآنی اسلوب کو ترک کر کے صلی کل کا وہ ہے جو ایک منافقانہ طریقہ ہے کو اختیار کرنے سے سوا خسر الدینا والاخرہ کے اور کیا حاصل ہوگا متعدد تبلیغ ہوتا چاہئے نہ کہ لوگوں کو اپنے طریقے کا ناکل کرنا

(مکتوب) ”معاذ اللہ! جبکہ لوگ ایک شہاب و شکر میں پڑے ہوئے ہیں ہم اپنی کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے ان کے اسطالات میں دل نہ رکھتے اور شک و تردید ہو سکے۔ اپنی صیبت جوتی اور اس پر قیود و استفسار و دعائے اپنے صیبت اور کوتاہیوں کا ازالہ جو نقصان ہے دوسروں کے صیبت کی کوشش ہے مگر اگر کام کو بندہ دینی کرے تو الٰہی حق ہے۔ دوسروں میں صیبت نکالنے سے اپنا ماتہ بھی جاتا رہتا ہے اور اپنے صیبت و صوفیہ و صوفیہ کو نکالنے سے بچتی میں کی نہیں ہوتی اور اگر اس پر جماعت کے ساتھ استفسار تو یہ کہ آئندہ کیلئے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے ہم کلف تحریر و تخریر میں نہ ایسے الفاظ لکھیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو سکا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدگمانی ہو جسے سارے مسلمان اپنے حق ممانی ہیں جب نرمی اور طریقت سے لایا جائے تو خود ہی حق برآ جائے نور سے جماعت مانگتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو آپ

لوگ خود ہی اہل اے اور مگر اپنی اور جماعتوں کی کثرت کی جانب توجہ دلائے۔ یہاں مولوی ابراہیم صاحب سے کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جماعتیں یہاں کی کوشش کریں مثنیٰ بشیر احمد صاحب کے پچھلے خط کا جواب یہ ہے جو بلا تعلق کیا جاتا ہے اسے میرے دوست بشیر اوجس خدائے پاک نے انبیاء علیہم السلام کو اس راستہ پر چلانے کے لئے بھیجا ہے۔ اسکی حکمت نے شیطان کو اس سے پھلانے اور ہٹانے کے لئے بھیجا ہے جب تک تم دعا اور توجہ کیسا احمد اس راستہ کے مواقع کو مطلوب کر کے کوشش نہ کرو گے اسوقت تک اس راستہ پر چل نہ سکو گے۔ حضرت ولایت تاذک حالت میں ہیں دعا کیجئے اور کراہیے۔ فقط و سلام بدو رحمہ اللہ اس مکرر لہجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خط مثنیٰ بشیر احمد صاحب کو بھی دکھایا جائے

۸۷۶

از نظام الدین دہلی

محرم محرم الحافظ مولانا القاری محمد طیب صاحب متعالیہ لیلوں حیہ انکم الطیبہ

واقف

اسلام کے خلاف صیبت۔

اس متنازعہ عبارت میں جس طریقہ کی صیبت کی گئی ہے یہ اسلام کے بالکل خلاف ہے کہ لوگوں کی گمراہی کو اپنی کمزوری اور کوتاہی سمجھیں۔ دوسرے لوگوں کی گمراہی نشان دہی نہ کرنا کہ جماعت کی روشنی مائدہ نہ پر جائے یہ بھاری نہیں خاصہ دوکانداری ہے اور مولانا کو اس حق گوئی سے اعراض اور ممانعت پر برکت اور رحمت کے نزول کی امید بھی ہے۔

اس خیال است و جمال است و جہوں۔

آئین جوں سرواں حق کوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روپا

اعتاد

نام نہاد تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت کے بارے میں عین حق کے علاوہ کرام اور
مفتیان عقلام کی رائے شریعت میں کوئی سند نہیں۔

(۱) اہم تحقیق نور حسن علی کی کی وجہ سے جماعت کو گنج کہتے ہیں بغیر تحقیق کے صرف حسن
علی کی بنا پر کوئی غلط چیز درست نہیں ہو جاتی ہے

(۲) وہ علماء کرام اور مفتیان عقلام جو خود اس بدعتی جماعت میں شامل ہیں اور اس بدعتی
جماعت کی تائید اور حمایت میں تڑپتے دیتے ہیں انکے فوٹوں کا بھی کچھ اظہار نہیں کیونکہ
بدعتی مفتی کے فوٹے ناقابل اظہار ہوتے ہیں مثلاً اس جماعت کا مشہور مفتی مولانا محمود
حسن گنگوہی جو بدعتی سے دارالعلوم دیوبند کا مفتی بھی رہا ہے ان مفتیان کرام میں اکثر
ایسے مفتیان صاحبان ہیں جو قرآن وحدیث کے مفہوم کو سمجھ کر کے انکی حمایت کرتے
ہیں۔

(۳) وہ علماء صاحبان جنہوں نے مولانا محمد الیاس دہلوی کے ملفوظات و مکاتیب اور ان
کی دینی دعوت مرتبہ کردہ حضرت ابراہیم علی میاں ندوی کا بغور مطالعہ کر کے بھی اس
جماعت کو درست کہتے ہیں وہ حضرات یقیناً دینی علوم کی فہم اور عقل سلیم سے محروم ہیں
ان اقوال بھی مستحضر نہیں

حکومت

”تبلیغی جماعت کے بانی عمر الیاس کے گمراہ کن خیالات نظر لیا۔

(۱) ”یہ کام اس زمانے کے لئے کشتی نوح ہے جو اس میں آگیا وہ محفوظ
ہو جائے گا اور جو اس سے جدا رہا اس کی حفاظت کی کوئی شکل نہیں“ بحوالہ تبلیغ کا مقامی
کام ہالیف مافیہ بھیجی مکتبہ دینیات رابعہ صفحہ ۳۹
انتظار ابو موسیٰ گمراہ فہم کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔

(۲) ”بندہ کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے جہاد اور چیز ہے قال اور چیز ہے
بحوالہ خط جومولانا زکریا کو لکھا دعوت تبلیغ کے حضرت علیؑ حالت انعام اہن صفحہ ۵۶ مکتبہ
اشیخ ۳/۲۷۱ جہاد آباد کراچی۔

اسلام میں قرآن کریم خصوص اور احادیث مبارکہ کی رو سے جہاد اور عقل تقریباً
محرک لفظ ہے بہر حال یہ بات تو یقینی ہے کہ جہاد اصلی تو قال ہی کا نام ہے ہمارا
کہیں دوسرے کام کو کہہ دیا جاتا ہے لیکن بانی جماعت کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اصلی جہاد
ایک اعتقاد طریقہ کو قرار دیتے ہیں اور اصلی جہاد کے خلاف ذہن سازی شروع کر دی
قرآن کے ایک مرتع حکم کے خلاف ذہن سازی کر کے بھی تبلیغی جماعت کہلائے ہاں کفر
کی تبلیغی جماعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرض کا حکم کے خلاف تو کفر ہی ہو سکتا
ہے ان علماء کرام کی عقل اور سمجھ پر ماتم کر لیتے کا مقام ہے جب انکو اس جماعت کی اس
گمراہی کی خبر کے بعد بھی ان پر فتویٰ نہیں دیتے بلکہ بعض ”شیخ الاسلام“ تو کہتے ہیں ابھی
خیر غالب ہے۔

(۳) ”میں کون سے قوت سے سمجھاؤں اور کوئی زبان سے بیان کروں اور اس

کے علاوہ کون سی قوت سے اپنے دماغ میں ہاؤں اور عقین اور دیگر مہم کو محمول اور محمول کو معلوم کیونکر بتاؤں میرے نزدیک صاف صاف ان عقینوں کے دریائے ایک اور ان عظمت کی جتنا کہ تسل کو رد کرنے کی سہ سکتی ہو صامیر سے دلی تحریک میں قوت کے ساتھ اپنی قوت جہد کو اور اندرونی جذبات کا اور صحت کے ساتھ جملہ سماجی کو حجب کر دینے کے کوئی صورت نہیں غیب سے اس تحریک کی صورت کا نمایاں ہو جائی صرف اس دبا کا علاج ہے جیسے کہ عادت ازلیہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ دبا کے مناسب علاج بھی پیدا فرمایا کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ کے یہاں کے خوش کئے ہوئے علاج اور صحت کا توجہ سے استعمال نہ کرنا کچھ بجز نہیں ہوا کہتا۔

اس گمراہ کن مہارت پر کسی تہرہ کی ضرورت نہیں یہ انصاریت ہی بانی جماعت کو لے ڈوبی دوسرے پر خود کہتے ہیں یہ تبلیغ کی ایجہ ہے پوری تبلیغ نہیں جو جماعت اسی ۸۰ سال سے ایجہ پر گمراہ ہو اسی گمراہی میں کیا شک مولانا حضرت تھری محمد طیبؒ فرماتے ہیں یہ تبلیغ اور حقیقت تعلیم کا ایک مقدمہ ہے جیسے وضو نماز کے لئے جو جماعت اسی سال سے وضو کر رہی ہو اور نماز شروع نہ کی ہو تو اسکی گمراہی میں کیا کلام ابھی تعلیم دین شروع نہیں کی صرف مقدمہ ہی پڑاؤی ہوئی ہے اور تو گمراہی میں پلٹے ہوئے ہیں ایجہ ہی کو علم تصور کر کے اسی پر جاند ہو گئے ہیں کلاما فواہ ہو کر بدایت سے اعراض کر لیا ہے۔

(۳) مولانا فرماتے تھے کہ مدینہ طیبہ کے اس قیام کے دوران میں مجھے اس کام کے لئے ہر ہوا ہے۔ اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام نہیں لے گے۔ کچھ دن میرے اس بے چینی میں گزرے کہ میں نہ تو اس کیا کر سکوں کا کسی عارف سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پریشانی کی کیا بات ہے یہ تو نہیں کہا کیا تم کام کرو گے یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے

کام نہیں لے گے جس کام لینے والے کام نہیں لے کے بحوالہ دینی دعوت صفحہ ۸۳

مولانا کی تضاد بیانی ایک طرف فرماتے ہیں مجھے اس کام کے لئے ہر ہوا ہے۔ دوسرے لئے فرماتے ہیں کچھ دن بے چینی سے گزرے۔ اس بات کا ذکر نہیں کہ امر کی طرح ہوا ہماری کی صورت میں یا کشف ہر حال مولانا کا حال غلام احمد قادیانی کی انگریزی دینی کی طرح ہے غلام احمد قادیانی کہتا تھا کہ مجھ پر انگریزی میں دینی نازل ہوئی ایک ہندوؤں کا انگریزی کی کا مطلب بیان کرتا تھا اسی طرح امر تو مولانا کو ہوا اور مطلب کسی عارف سے معلوم کرتے ہیں۔ حج کے بعد مولانا سے کام کس نے لیا۔ لہذا اللہ پٹاری اور اس کے صوفی ساتھیوں نے موصوف کو گشت سکھایا۔ اور نماز کی دعوت سکھائی پانی جماعت نے لہذا اللہ پٹاری کے کام میں ایک نمبر کا اضافہ کر دیا کہ کلمہ بھی سن لیا کریں یہاں سے گمراہی کی ابتدا ہوئی

۵ (۵) ”دیں مجھے یہ پڑھ رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر بڑے مہمان کا استقبال اور اکرام اور تشریف اسکے مناسب نہ ہو کہ موجب حرمان و بد نصیبی نہ ہو“ بحوالہ دینی دعوت صفحہ ۱۱۳

موصوف نے لہذا اللہ پٹاری سے سیکہ کر ایک طریقہ گنڈا اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا دیا کسی انسان کا خود ساختہ طریقے پر عمل نہ کرنا حرمان اور بد نصیبی کیسے ہو سکتی ہے یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔

(۶) ”میں جناب محمد ﷺ کے روح پاک کو اپنی اس نیکی کے زندہ ہوئے بغیر بے چینی پارہا ہوں اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دین کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دلدیہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں مختصر نظر آ رہا

ہے اور کہ اللہ جل جلالہ ہم لوگوں کی طرف سے انکی نصرت اور تائید کی کھلی آیات نظر آ رہی ہے اور امیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبز یوں سے شاداب ہیں میں اس امر مبارکت و مسابقت کرنے والوں کیلئے خوش نصیبی اور سعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں لیکن کھلی رویت کے ساتھ مبارکت و مسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔ (دینی دعوت صفحہ ۲۲۸)

بانی جماعت تبلیغ کے نزدیک ہر درد کا علاج ہر مشکل کا حل اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہو مصائب و آفات سے بچاؤ فیروزیکہ ہر چیز کا حل صرف اور صرف اگلی تحریک میں منحصر ہے اس قسم کا دومی بھی صرف اور صرف خالص مصلحتوں ہی کا سکہ ہے۔

(۷) ”وہ یہ کہ حق تعالیٰ مسلمین اور مسلمان کے ذریعہ عامہ مخلوق کی طرف رحمت اور فضل و کرم کے ساتھ کھن خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں ورنہ کمال قہر اور کمال لعنت اور نہایت نضب کے ساتھ اس وقت مخلوق کے ساتھ ارادہ کئے ہوئے ہیں اس قہر کی آگ کا پانی اس تحریک کے سوا ہرگز کچھ نہیں“

کتنا جاہلانہ اور کفر کی سرحد کو چھو رہا ہے ہوا دہوئی ہے اللہ جاہل کی جیسی شان ہے

یفعل ما یرید ابن اللہ یفعل ما یرید کذلک اللہ یفعل

ما یشاء و یفعل اللہ ما یشاء

کتنی آیات کو فراموش کر کے کہتے کھن خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہی کتنا محدود کر دیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اور اپنا مقام کسی تقدیر کی وارفتہ بنا لیا کہ مجھے معنوم ہے اب اللہ تعالیٰ کیا ارادہ کئے ہوئے ہیں غور کیجئے مقام معلیٰ کا۔

اُسوں کا مقام کہ یہ تمام جاہلانہ نظریات اور گمراہ کن خیالات اکابرین علماء دیوبند کی

وقات کے بعد منظر عام پر آئے۔

فضول ترجیح کرتے والے شیطان کی بھائی ہیں۔

قوم کی بد حالی و مصاشی برپادی کے دیگر اسباب کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت

بھی بہت بڑا سبب ہے مولانا محمد الیاس اور ان کے نامور فرزند مولانا محمد یوسف ان دونوں حضرات کو اسلامی معاشیات کا کوئی علم نہیں تھا ورنہ قرآن و حدیث پر ان حضرات کی گہری نظر تھی۔ اسلئے انکی تفسیحات، مخطوطات اور تقاریر میں کہیں بھی اس مسئلہ پر تفسیلات نہیں ملتی اور اب تو قیادت بھی ایسے بے اہم لوگوں کے ہاتھ میں ہے جنکو کوئی قومی اجتماعی شعور ہی نہیں۔ مثلاً رائجہ کے سالانہ اجتماع پر لاکھوں افراد کو جمع کرنا اور کروڑوں روپے کا دکانہ جماعت اپنے اہتمام سفر پر صرف کارگزاری سنانے کیلئے پوری جماعت رائجہ کا سفر کرتی ہے یہ وقت بھی ضیاع اور مال و دولت کا بھی ضیاع ہے اصل تو یہ کوئی شرعی اصول نہیں بلکہ شریعت کے تو خلاف ہے اور یہ مسئلہ کے بھی خلاف ہے ایک ایسا کام جو ایک فرد بخوبی سرانجام دے سکتا ہے اسلئے لئے تمام جماعت سفر کرتی ہے۔

انتہائی بدترین قسم کی بدعت۔

رائجہ کے سالانہ اجتماع کے اختتام پر آخری دعائیں شرکت کے لئے لاکھوں احق رائجہ کا سفر کرتے ہیں رائجہ سے قافلہ کے مطابق میں بچیں گئے پہلے سے مختلف گاؤں کی مساجد میں اعلان ہوتا ہے آخری دعائیں شرکت کے لئے فلاں جگہ جمع ہو جائیں فلاں آدمی نے فریکڑ اور ڈرا لے لے کا انتظام کیا ہے یہ ایک مستقل بدعت بن گئی ہے۔

ہمارے جامعہ کے علماء و مقام اور کچھ مفاد پرست علماء و کرام اس بدعت پر خاموش ہیں۔ اور کچھ مالدار جو شائستہ روٹ کے حلالاٹی ہوتے ہیں وہ یہ توقف دہائی جہاز پر قومی

دلت کو برہادر کے ایک بدعت میں شریک ہوتے ہیں۔ پورے غیر المقلدوں کے دور میں ایسا اجتماع فعل کا ثبوت آپ نہیں ملے گا۔ کہ کچھ لوگوں نے بلا کسی مقصد کے صرف دعائیں شرکت کے لئے سڑکیا ہو۔

بہر حال یہ جماعت جہاں دشمنان اسلام کے لئے دانستہ یا غیر دانستہ آل کار کا کام کر کے قوم کے فوجیوں سے جدا کرنا جذبہ شہم کر رہی ہے۔ وہیں یہ معاشی بدعالی کے لئے بھی وسیع میدان پر کام کر رہی ہے۔ ہر دوں ممالک میں ہزاروں افراد کو بلا کسی اہلیت کے ہزار ہا اور کی طرح نمائش کے لئے لے جاتے ہیں۔ جہاں صرف ایک آدمی وہ کام کر سکتا ہے وہاں یہ جماعت آٹھ دس افراد کو بھیجتی ہے۔ جس کا شرعاً کوئی جواز نہیں یہ فعل منقول غربی کے ذمے میں آتا ہے۔

تخلیق جماعت کا اللہ تعالیٰ پر بہتان۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ پہلے انسان میں اہلیت اور صلاحیت پیدا کرتے ہیں اہلیت اور صلاحیت کے بعد کسی کام کرنے کا حکم نازل کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ الحکیم ہے اور حکیم ہمیشہ ایسا حکم نہیں دیتے جس حکم پر عمل نہ کیا جاسکے۔

یاد رہا الذین امنوا اکتب علیکم القتال اس حکم پر یہ کہن کہ پہلے ایمان بنایا جائیگا پھر قتال ہوگا یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اہلیت کے قتال کا حکم نازل کر دیا۔

پہلے دیکھئے کہ الہامی نبی سے کچھ کے جڑی نبی تک

ایک فتویٰ ایک حقیقت

حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم کا قلم دار المعلوم دیوبند کے فتویٰ کے چند اقتباسات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحباب بن الصواب

۱۔ شریعت مسلمہ و دھرمی کواری نامہ ہے جو کسی اس کی زندگی میں آئے گا کوئے کوئے ہو جائے گا چاہے جس بھی سرے کا سمجھا جاتا ہے چاہے جتنی ہی بدعت کیوں نہ ہو۔ دوسرے خصوصیت یہ ہے کہ شریعت کی نظر میں اس میں غریب کا کوئی فرق نہیں ہاں شریعت سب کے لئے ایک جیسا ہے۔ ہجرات کے انکار کی بنا پر فتنی عثمانی ابو سعید محمد بن عمرانی پر کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا۔ مولانا محمد المجدد دیا آبادی نے حکیم الامت کو خط لکھ کر آپ نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے حالانکہ یہ حضرات جہر گزار ہیں تو حضرت حکیم الامت نے جواب میں تحریر فرمایا یہ سب اعمال اور احوال ہیں مگر ان کا خدا کا نہ جج ہے صحت مگر ان کے ساتھ رسوا اعمال و احوال اور رسوا مگر ان کے ساتھ صحت اعمال و احوال جمع ہو سکتے ہیں مگر خدا درجات ہیں اعمال و درجات نہیں ہیں۔ (فتاویٰ حکیم نامہ ص ۱۱)

۲۔ تخلیق جماعت کا آقا ﷺ پورے ہندوستان میں پہلے اس کی طاعت ہے کہ اگر یہ حکومت نے اس کو مقرر فرما جو فرض جماعت کی اپنے مذہب میں قائم حاصل کرنے کے لئے خوب سر پرستی کی اور اب تک قادیانیوں کے ذریعے مالی سرپرستی کی جا رہی ہے اس جماعت کے اراکین و اہل کے حساب سے ادائی خرقہ کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ تخلیق جماعت کے کاربند اگر یہ نصرت پر پور فرج کے گیت کا نشان بھار شہداء احمدیوں کے ذریعے قوم کی ترسیل صمدیہ ہو یہ اکثر آدمین کا

لندن میں پہلا مفت بھر دین انگریز کی بنیاد ڈالنے کا اعلان ملانے دین ہند کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے غلطی کی یہ تمام باتیں اس جماعت کی کتب میں موجود ہیں۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس جماعت کا مقصد وہ نہیں جو یہ بتاتے ہیں اور یہ وہ کچھ اور مقاصد ہیں دینانے کفران کی

مرتبہ کی کر دی ہے ہر جہان کو بدو و مہم سے خوش ہے کجا ان کے داخل ہونے کیلئے
جلیلی جماعت کے بدکاری کیلئے مہم میں ان کی تمام خبیثتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر کوئی بات غلط ازہام ہوئی
بھی تو لوگ ان کی خاموشی تصور دیکھ کر درگزر کرتے ہیں اس اختتام کے جواب گئے ہیں جن کتب کی
مہارت کو خلاف شرع چاہا گیا۔ ان کی تفصیل ہے یہ ہے: ۱۔ حکومات ۲۔ کتبیات ۳۔ اہل و عیال ۴
۵۔ چشمہ آفتاب ۶۔ جلیلی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات ۷۔ مولانا مالک اور ان کی
وہی دولت ۸۔ فضائل اعمال ۹۔ اخلاک و عادات ۱۰۔ ملامت احمدیہ ۱۱۔ مرتبہ جلیلی ۱۲۔ تبلیغ کی
اہم اور بنیادی اصول۔

سب سے پہلے اس بدعت خالصہ کے خلاف مولانا امرا علی صاحب نے داوطلب و داوطلبہ
سے آواز اٹھائی حضرت رائے پوروی اور مولانا عاشق الہی میرٹوی نے کفر و بدعت کو بے گناہ کیا۔ مولانا عبدالمسلم
نوشہرونی علیہ السلام حضرت قانونی نے ان کے خلاف کتب لکھی جس کا نام مقدس شاہراہ تبلیغ ہے اور
اس میں انہوں نے لکھا کہ رائے پوروی صاحب اور مولانا عاشق الہی صاحب نے جہاں میں بیٹریوں کا علاج
کرتے ہیں۔ جس نے ہلاک ہوتا ہے ان کے پاس چلا جائے علماء حق کا وہاں ایک سے بڑا کبری
سے واسطہ پر گیا اس لئے کہ سرکاری کئے جو بھی کام کرے۔ ہر حضرت مجدد الف ثانی کی طرح قوس
پائے گا۔ حضرت مولانا امیر احمد صاحب ثووالی ناظم دارالعلوم دیوبند کا یہ فرمان کہ جلیلی جماعت نے
جتنا دین کو نقصان پہنچایا ہے کسی اور جماعت نے نہیں پہنچایا بلکہ دین حق اور ہمارے۔

بقول مولانا ذکریا بیدستان میں سب سے پہلے مطلع بخیر کے ملائے حق نے اس جہان
جماعت کا تقاب کیا پھر مولانا قتادہ امین کا نہ صرفی کی آنکھ اٹھ نہائی نے کمال دی انہیں چالیس
مال اس جماعت کے ساتھ خالق کرنے بعد جو کچھ نظر آیا انہوں نے کچھ یوں رقم فرمایا ہے اور اس
جماعت کو دیوان چمرا ہے تاکہ کچھ نہ کرے۔

قرآن وحدیث کے خلاف چل کرنے والوں کا لکھا نہ کیا ہوگا؟

۱۔ نظام الدین کی موجودہ تبلیغ نہ تو قرآن کے مطابق ہے نہ حدیث کے مطابق اور سلف
صالحین کے طریق کے مطابق نہ حضرت مجدد الف ثانی اور وہی حضرت شاہ صاحب کے طریق کے

۲۔ اس جماعت میں موجود علماء کلام نے والے اولیٰ انک کا اعلان عام کئے مدام کی
ہے کہ وہ اس جماعت کو دارالقرآن وحدیث کے مطابق بنائیں۔

۳۔ آج جلیلی حزب (سجائب، زکریا وغیرہ) کے نزول کا واحد سبب یہ جماعت ہے کیونکہ
ایک ملحد چکر کو دین کا کرشمہ کیا جاتا ہے اس لیے پاکستان میں سبب اور رولز نے زیادہ آتے ہیں۔
۴۔ اہل ہندو میں اس کام کی شرعی حیثیت بدعت حسنیٰ کی ہے یہ جماعت بدعت مظاہرہ سن
تھی ہے (آج تک کوئی بھی نام نہاد تبلیغی ان چار باتوں کا جواب نہ دے سکا اور وہی اپنی اصطلاح کی
طرف توجہ دی) ”ہندو کی سرالہ“ صفحہ ۵۰۔

مسلمانوں میں جتنے کے واسطے کے لئے یہ سب ہے بڑا دروازہ ہے جسے تبلیغی جماعت
نے کاروبار کھلے کھلے دیا ہے ہمارے بات بہت خراب معلوم ہوتی ہے کہ سب کو تبلیغ کے کام لگ جانا
چاہیے لیکن علمی کے ساتھ ساتھ دیکھ کر غور کیجئے تو یہ اقدام اتنا ہی خطرناک ہے جتنا خطرناک کسی انہماں
آویں کو لڑنا سیر کی جگہ بننا دین کے کوئی بھی دین کے ساتھ یہ قرآن اسی حالت میں کر سکتا ہے جبکہ دین
کی قدر و منزلت اس کے دل سے باہر نکل جائے اور صرف اپنے نظریہ کی تعداد بڑھانے کے لیے
انہماں آویں کو وہ ملامت جگ پر بھیج دے۔
لہذا کی قوت کا آزاد۔

حضرت داوطلبہ نے بڑی جرات کے ساتھ جلیلی جماعت والوں کی لہذا کی قوت کا چار
تور ہے لہذا کی محنت و جدوجہد و دین جہان میں مسلم ہے جیسی کسی لہذا کی کوڑا زنی خروشاہ
مست ہو کر بچنے کی مہارت برگرٹس دی جاسکتی لہذا کے نام پر جلیلی جماعت کے لوگ مسلم معاشرے
میں جنت میں جتنے اتنا ہے ہیں حضرت داوطلبہ نے بڑے شاکستہ پیرائے میں ان کی نشان دہی کی
ہے موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔ ”میرے دل میں ان مسلمانوں کی بڑی قدر ہے جو کھل دی ہوئی ہندو
انگراس سے دین سیکھنے کے لیے نکلے اور لہذا کی بن کر لڑتے ہیں ان کا علماء مدارس و خانقاہ و دیگر
شیعوں کی تحریف (تحقیر کا جذبہ) ساتھ لے کر لڑتے تو میرے نزدیک ایسا تجرہ گزراہی بڑا بھرم ہو“

یہ ہے غزالی کے مقابلے میں جہاں سب کی عزت و احترام کرتا ہے اور اس کو نکتہ احساس اور اس پر محنت ہے۔ "کیونکہ یہ غزالی کی محنت اس کی ذات تک ہے اور دوسرے کی محنت تھی ہے چنانچہ نسل کو نقصان ہوگا۔" (صفحہ ۵)

مقام سے اب علماء کے بجائے ان جہالوں کو اپنا عقیدہ بتایا ہے وہ نہ وضاحت کے لئے جو شراکت ہیں ان میں سب سے بڑی شرارت باغ و منورج کا علم ہے (قرطبی) جو ان جہالوں میں عام ہے۔ میرزا داہلی بھی غدار ملت جاسوں اور حاکم جزائر سلطوں کا قاتل تھا اس شخص کے بارے میں تمام مورخین نے لکھا ہے۔ حضرت مدنی نے عقلی حیات میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ غداروں کا سرحد تھا اس نے ادا شاور و شکر اور دو کھانوں کے سفرے سے گزرتا کر لیا۔ (عقلی حیات صفحہ ۳۵۶)

دارالاشاعت کراچی۔

مولانا مدنی نے مولانا دایاں اور ان کی دینی خدمت میں ۳۵۵ لکھا ہے مولانا دایاں کے والد مولانا اسماعیل بہادر شہرہ ظفر کے سہمی مرزا اسی شخص کے بچوں کو بڑھا حاتھے تخلیق کام اس کی باہلی ہوئی پنگے والی سپرے شوروں ہوا اس کا اور اس کے بچوں کا گھر پر حکومت کی طرف سے جو شکن خلقی حتیٰ دو ۲۲۸۳۰۰ روپے سالانہ تھی۔ آج کل کے حساب سے کروڑوں سے چھوڑے حریہ تشیبات کے لئے کی ۱۸۵۵ چنگ آدائی کے مضمون پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ فرمائیں

سن مولانا جوسف لدھیانوی نے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے بالکل حق پرستی ہے۔ یہ فتویٰ ہر تبلیغی پر لاگو ہے لوگوں کو ان کے کفر پر جانے سے احتیاج کے لازم ہے ورنہ پھر پہلے کلمہ اکر ایمان سے خارج کرادیں گے اور یہی کوکلات اولاد حرام ہوگی مولانا جوسف لدھیانوی صاحب نے ان کو تحریری طور پر آگاہ کیا تھا انہوں نے ان جہال کا بہت وقار بھی کیا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ جماعت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا فرار ہے تب انہوں نے دوسری جگہ میں ان پر گمراہی کا فتویٰ لکھا یہ فتویٰ گمراہی جماعت سے رجوع حضور ہے حضرت مفتی رشید احمد اور حضرت مفتی مدنی دھوکے نے ایک مشترکہ اسلامی خط مورخہ ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۲ء درائے دہلی جہال کو لکھا۔ انہوں نے اس خط کو گمراہی کے برابر بھی نہ سمجھا اور مدنی کی فتویٰ میں بیبک دیا۔ یہی مولانا جوسف لدھیانوی کے

فتوے کے ساتھ ہوا۔ خزان ایمان کے لاکھوں کو ان کا کام لے گا اللہ کا دین ہے یا رند و گائیک۔
۱۶۔ میرزا بہادر لہری نے یہ کام بخیر سے نہ تو حد کر دی ہے کا دین کا ایکٹ ہے اس کی کفریات کی تو خلیل داستان سے بہر حال مفتی رشید احمد نے جو کفر کا فتویٰ لکھا تھا اور دیکھا رہا موجود ہے۔ ان کفریہ جرات سے علی الامان شرعی رجوع نہیں کیا گیا اس لیے اس سے تحریر کرانا اور سننا بدلوں میں ہیں۔

۱۷۔ فداک افعال یا تخلیق نصاب کا جو طریقہ قیام رائج ہوا ہے یہ بدعت خالصہ ہے۔ غیر لازم کو لازم کہ مصلحت کو مضیق کرنا مستحب کو فرض کا وجہ بنائی کا نام بدعت خالصہ ہے کسل بدعت خالصہ و کسل مضائقہ فی الفنا و اس کتاب میں مولانا زکریا صاحب نے اپنے والد کو حضرت مصطفیٰ سے افعال ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مطالعہ وچ بند ہمارت میں دین کے مسائل میں غدار ملت مرزا اسی شخص کے قاتلان سے قتل رکھنے والے علماء کا اقتضا نہیں کرتے۔ جہاں علماء وچ بند کو غدار ملت کا علم نہیں وہاں ان کو علماء وچ بند کچھ کران کی کتب پر بھی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس نامعانا نے مطالعہ وچ بند کو نقصان پہنچایا ہے ودا اکتھمن الحسن ہے فداک افعال کو قرآن کے بدل کے طور پر تحریف کر لیا جا رہا ہے۔

نہایت دہلے امدادت سے فہم لاتی جگہ پر خواب اللہ عطا ہوتی ہے۔ اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی بھی نبی نہ کوئی ہر وہ نبی، نہ کوئی الہامی نبی، نہ کوئی جزوی نبی، جو شخص یا جماعت ایسا اعتقاد رکھے یا ایسے بندے کو کچھ بدلوں صورتوں میں ایمان و اسلام سے خارج ہے وہ حضرات بہرہ وچ نہیں اور تو یہ کہیں جو اس گمراہ جماعت کے قیدی ہے گا کہ اپنا ایمان بے دادر ہے ہیں جس کے کلمے کو کوئی الہامی نبی نکالے ہے کوئی جزوی نبی اگر محدود و تنگبوی نے کتمان علم نہ کیا ہوتا تو اس شخص کا سد نایب بہت پہلے ہو چکا ہوتا اب بھی پاکستان اور بنگلہ دیش کے بڑے بڑے دارالافتاء چھٹوں کے خاطر اس مدیہ کا بدعت کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ یہ فتویٰ خودی پر دیکھیں تاریخ لکھی جادری سے بعد میں آئے والے ان پر لعنت کریں گے۔ ایسے فتویوں کے لیے اللہ کی طرف سے قتل سزا مقرر ہے۔ جو امام کو چاہے اس قسم کے دین فروش

مستحق نور عطا کیا بیگناہ کر دیں۔ ہر لوگ انعام کا رت لگاتے ہیں حالانکہ یہ علمائے حق کا شعار نہیں یہ گوئیں گے شیطانوں کا انعام ہے علمائے کرام اور اہل عقل و ادب اہل حمود کا فریضہ ہے کہ وہ ان کو ان کے بیکال کے حال میں پہننے سے منع کریں۔ اگر ہر مجرمی لوگ نہیں مانتے اور اس پر یہ بدھو یا یہ سے کہیں چھوڑتے تو ان سے مکمل بیگناہ کیا جائے ان کی خوشی کی میں شریک نہ ہو جائے ان کے جنازے میں شرکت نہ کی جائے۔ ان سے مناکحت نہ کی جائے ان کی افتاد میں جماعت نہ چڑھی جائے اگر عقلی سے بڑھ کر کوئی بدی جائے یہ سب مظلوم ہونے کے بعد ہر مجرمی کوئی ایسا کسی جہالت کے سواتے پر چلا ہے تو قیامت کے دن خود جواب دے گا کہ جو لوگ اس غیر شرعی جماعت کی وجہ سے دین کی طرف متوجہ ہوئے ان کی مثال اس مظلوم ہے کسی سے جو غیر شرعی طریق سے لینے سے نکال دیا اور دین کے کڈ رہے دیا میں آج ایسے بیچ خر فروش و داریں ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں میں قصور و داریں ہوتے ہیں۔

ایسے بچوں کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہائے کرام کی تصریحات موجود ہیں۔ جو بھی بدو کے قصے سنائے جاتے ہیں وہ تمام استدراج ہیں جس میں مفتی نے بیانات، دینی دعوت، بھڑکھٹا اور مکتوبات، مربع برقی، چشم آداب، دعوت، دعوت تبلیغ کا دل لٹا، انہیں اس کا رڈ کا خود ساختہ قواہد، بندگی کی اسراط مستقیم، علماء کی بددعا، جماعت انہیں بے رنگوں کی عقل میں بکھیر دیا، الحادی، انکشاف حقیقت، انہیں کے عقلی، دین کے دانی یا دین کے دشمن، شاہزادہ باغی خاں خاں تبلیغ، دہلی مقرر سے چھوڑ دیا تبلیغ جماعت اور قرآن عطا ہوئے ہندو اور تبلیغ جماعت، کیا تبلیغ جماعت بچ نہت ہے کلام کر رہی ہے، جدید قادیانیت، عیسائی بدعت، تبلیغ جماعت قادیانوں کے راستے پر دھوکا کا بخور ملائے نہ کیا ہو اس مفتی کا ان تجربہ کاروں کے بارے میں اتنی دیکھنا چاہئیں۔ سب کچھ جانتے ہوئے بڑے بڑے مدارس کے علماء صرف اس وجہ سے خاموش ہیں کہ چھوڑے اور قادیانی کی کمائیں بدعت ہو جائیں ان سب سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے سوچ لیں دیوانی پشت پر قہور احمد دہانے پھر جس جہازوں کا انھوں سال سے بھی زیادہ کسی عالم دین یا مفتی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے (اور وہ کسی دنیاوی لالچ یا خوف یا لامتناہی وجہ سے) وہ مسئلہ چھوڑے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی او کسا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کو کھٹکھٹا جیتے آپ

دیکھتے رہیں آپ خاموش رہنا شائے ہی رہیں، آپ کے لئے ہرگز ہے تو یہ کہیں اور ان کا راستہ روکیں ورنہ خاموش رہنا شائے ہی رہے والے ہی سزا بخیلوں کے انجام کے لئے تیار ہو جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔
مفتی محمد امجد علی قادری صاحب جامعہ سیہ سورت گزدار احمد خان۔ بھارت۔

حکامنا ناقلین۔ (۱)

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری لڑیاد
خیم ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد
قلم نہا کے مسلم بھائیوں اور علماء کرام سے لکھنا نہ پڑو راہیل ہے کہ وہ سورہ فسانا جیت
نمبر ۹ اور سورہ توبہ جیت ۳۴ کی مذکورہ آیت کی پھر لکھ کر دیں اور توبہ جیت ۳۴ کی مجید علی الہند
حضرت مولانا محمود حسن کے حاشیہ میں ۳۴ کی مذکورہ آیت صارت کہ بار بار پڑھیں۔ مگر ٹیپلہ کر دیں کی
دین کے کیا۔ ایسے اہم بنیادی فریضے کی طرف سے غفلت کو دعا کی سرکوب ہو کر اور صرف توجہ،
فرائز درود، رکوع، وچ ہی کے احکام پر عمل کی تبلیغ کر کے روئے زمین کا کیا کوئی بھی مسلمان اس وسیلہ
گرفت سے بچ سکے گا جو مذکورہ آیت اور وعدہ ہے ہمارک میں ایمان کی گئی ہے۔

(۱) تعلیمی چل دے۔ مولانا محمد حنیف الدین قادری

حاصل کیا۔

مفتی محمد امجد علی قادری اور امجد علی قادری جماعت کی شرعی حیثیت؟

(۱) اس تبلیغ جماعت کا طریق کار بدعت خالص ہے

(۲) منہاج الجموع کے خلاف ہے

(۳) صحابہ کرامؓ کے طریق عمل کے مطابق نہیں۔

(۴) امجد علی قادری اور امجد علی قادری سے اس کا کوئی جوت نہیں۔ کسی فقہ کی کتاب اور وعدہ کی کتاب

میں بدعت و تبلیغ کے عنوان سے کوئی باب نہیں ہے

(۵) یہ جماعت جذبہ چاہا کہ کفر کرنے کیلئے دھوکا دے آئی ہے۔ ہائی جماعت مولانا الیاس کے

خزویک اسکی جواد بھی ہے اور بعض حیثیات سے قتال فی سبیل اللہ سے بھی علی ہے۔

۶۔ اس باعتراف اور بھی منہ نہ کر کے کہ ہیں اور قبولِ امرِ جماعت مولانا انصاف پسن ہم اس کے مقابلہ میں ہیں۔

۷۔ یہ جماعت دوسرے قرآن کی مخالف ہے اس جماعت کے کسی مرکز میں دوسرے قرآن کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

۸۔ منکرات سے چشم پوشی کرنا جماعت کا اصول ہے۔

۹۔ کلمہ کرم اور بے روز گارے فارغ التحصیل علماء کرام کو پچاس کرار انکی ذاتی تعمیر کر کے اپنا آئینہ دار بنایا ہے۔

۱۰۔ بعض مدارس کے متمم حضرات عدمِ واقعیت اور جماعت کے حقیقی حسنِ عمل کی وجہ سے علماء اور سنے فارغ شدہ علماء کرام کو اس بدعتی عمل کی ترغیب دیتے ہیں۔ چاہیکہ الیہ سے نہیں۔

۱۱۔ مراد دوسرے لوگوں کو جو ان کو دین کے نام پر مضبوطی کا کرامت کے انتہائی عمل سے الگ کر رہی ہے۔

۱۲۔ اس جماعت کے ساتھ وقت لگانے والے اور جماعت کے طریق کار کو ضروری سمجھنے والے اکثر کی اقتداء میں لڑائیں ہوتی ہے۔ دوسرے واجب الاِعادہ ہے (بدعتی کی اقتداء میں لڑاؤ واجب الاِعادہ ہے۔)

۱۳۔ تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے اور جماعتی عمل ہے۔ انفرادی نیز کو جماعت کی صورت میں ادا کرنا اور ایسی ماس کو تنہا کرنا شرعی امور میں تاؤ ہے جو بدعت کے زمرہ میں شامل ہے۔

۱۴۔ تبلیغ کے لئے مرکز نہ غیر ضروری اور نا اہل کا سفر کا جائز ہی نہیں۔ ایک غیر ضروری اور نا جائز امر کو بدعت اور ہر فرد کے لئے وقت لگانا ضروری قرار دینے کی وجہ سے یہ عمل بدعتِ مخالف اور شرعیست سازی ہے۔ یہ یقیناً بدعت ہے اس جماعت میں بدرجہ حق موجود ہیں۔

حیاءانہ چہ بیان

۱۵۔ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ مولانا زکریا کی کتاب "تنبیہی جماعت پر مبنی اعتراضات اور ان کے جوابات" میں جماعت کے ناجائز ہونے کا ایک اثبات اور قطعی ثبوت ہے۔ کیونکہ علماء حق بھی جائز امور پر

اعتراضات نہیں کرتے ہیں۔ ایک ہزار سے زائد علماء کا شیخ صاحب نے اقرار کیا ہے۔ ظاہر بات ہے اسے کثیر علماء کرام ایک جائز اور ضروری امر کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں۔

دوسرے مولانا زکریا صاحب نے یہ چالاک کی کہ اعتراضات نقل نہیں کئے صرف جواب دیئے اور جماعت بھی تلمذِ سلسلہ ہیں۔

۱۶۔ جو شخص چاہے عالم ہو یا عام آدمی اس جماعت میں شامل ہو گیا وہ صحت سے کٹ گیا۔ دوسری، معاشرتی، سیاسی کسی عمل میں شریک نہیں ہوتا ہے۔ اس گروہ جماعت نے انہوں افراد، لاکھوں لوگوں کو دین سے برکت دے کر ان کو مضبوطی اور جسدِ مطہر بنا دیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے دعوت و تبلیغ کا طریقہ:-

حضرت حسان بن ثابتؓ نے ایک باقی میں بیان کر دیا ہے

دَعَا السَّطَفَى دَعَا رَاكِمَةً لَمْ يَجِبْ
وَقَدْ لَانَ مِنْهُ جَانِبٌ وَخَطَابٌ
فَلَمَّا دَعَاوُا السَّيْفَ مَلَّتْ بِكَفِّهِ
لَهُ اسْلَمُوا وَاسْتَسْلَمُوا وَانْصَابُوا
ایک دوسرے شاعر نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔۔۔۔

الو عظم يقع لو با لعلم والعلم
والسيف البغ و عاظم على العمم

اور انشراحِ صدر اور امن

کا عمل دلائلِ معلوم کرنا چاہی